

عزیز میر

سچی فادر

PP

PAKISTANIPOINT.COM

پاکستان پوائنٹ

Aik Rabta Apnon Sey

صفا شاہ

عمران سیریز ۲۰۲۳

سُنی فادر

صَفَر شَافِین

کھبائندہ پبلشرز • بیمنٹ الکریم مارکیٹ لاہور
اردو بازار

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

بار اول ۱۹۹۲ء

کردار، نام، واقعات اور سچولیشنز
قطعی فرحتی ہیں۔ کسی قسم کی مطابقت
التفاتیہ ہوگی جس کے لیے مصنف
پبلشرز۔ پرنٹرز۔ بری الذمہ ہیں۔

ناشر ————— عبدالجسید ساگر

پرنٹرز ————— تاج دین پرنٹرز

خوشنویس ————— عبدالرحمان عاجز

قیمت — ۲۵ روپے

ناشران:۔ کمپانی پبلشرز * الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور

شہ سُرخ ہے پر نظر پڑتے ہی وہ حیرت سے اچھل
 پڑا تھا۔ اور پھر اخبار
 ایک طرف پھینک کر تیزی سے ٹیلی فون کی طرف پکارتا
 مگر جو نہی ٹیلی فون کے قریب پہنچا۔ تو ایک لحظہ
 گھنٹی بجنے لگی۔ اور وہ غیر ارادی طور پر ایک
 مرتبہ پھر اچھل پڑا۔ گھنٹی کی تیز آواز آسمانی
 بجلی کی طرح اس کے حواس پر گری مٹی۔ شاید
 یہ اس خبر کا اثر تھا۔ مگر نہ تو فون کی گھنٹی کی آواز
 روزانہ ہی سنتا تھا۔ اس نے ایک طویل
 سانس لیتے ہوئے اپنے سر پر دھپ لگائی۔
 اور ریسپورامٹھا کر کان سے لگایا۔
 ”علی عمران بول رہے ہوں۔“
 ”عمران بیٹے۔ میں سلطان ہوں۔“

میں بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔۔۔۔۔؟
 ” بہتر جناب۔۔۔۔۔ میں صرف دس منٹ تک

پہنچ رہا ہوں۔۔۔۔۔؟
 عمران نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔۔ اور پھر
 ریسپور کو کریدل پر رکھ کر ڈریسنگ روم میں گھس گیا۔۔۔۔۔
 لباس تبدیل کر کے وہ باہر ہی نکلا تھا۔۔۔۔۔ کہ فون کی
 گھنٹی ایک بار پھر بجنے لگی۔۔۔۔۔ عمران نے شپٹا
 کر ریسپورا اٹھالیا۔۔۔۔۔ کال کیپٹن فیاض کی تھی۔
 عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔
 ” کیا بات ہے سوپر۔۔۔۔۔ ویسے میں نے
 اپنے گھر میں کبھی کسی مجرم کو۔۔۔۔۔ پناہ نہیں دی؟
 عمران کے ہجے میں طنز کا رنگ شامل تھا۔۔۔۔۔
 ” میں کسی مجرم کی تلاش میں ہی ہوں بیٹے۔
 لیکن مجھے معلوم ہے کہ وہ تمہارے تلیٹ میں نہیں
 ہو سکتا۔۔۔۔۔؟“

فیاض نے غلات معمول خوش دلی کا مزلا ہرہ
 کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

” ویسے وہ خبر تو تم نے پڑھ ہی لی ہو گی۔۔۔۔۔ تمام
 ملکی اور غیر ملکی اخبارات نے شائع کی ہے۔۔۔۔۔؟“

دوسری طرف سے سیکرٹری خارجہ سرسلطان کی شفقت
آميز آواز سنائی دی ————— لیکن پہلے میں پریشانی
کا غصہ نمایاں طور پر شامل تھا۔ —————

”خیریت تو ہے سر —————؟“

عمران نے بے چینی سے پوچھا ————— حالانکہ وہ سمجھ

گیا تھا ————— کہ سرسلطان کیوں پریشان ہیں —————

اور عمران انہی کو فون کرنے کے لئے دوڑا تھا ————— اور

یہ عجیب اتفاق تھا ————— کہ اسی لمحے ان کی طرف

سے فون کر دیا گیا۔ —————

”عمران ————— کیا تم نے وہ خبر پڑھ لی

ہے ————— میرا مطلب ہے —————؟“

”میں آپ کا مطلب سمجھ گیا ہوں سر ————— اور

سخت حیران ہوں ————— اور حیرانگی کے اس

عمل نے میرے پیٹ میں سخت مروڑ ڈال دیا ہے۔

کیونکہ خبر پڑھتے وقت ————— میں بالکل خالی پیٹ

تھا ————— سلیمان نادر اور ناشتہ بھی نادر“

عمران نے دکھی پہلے میں کہا —————

”تم فوراً میرے پاس آ جاؤ ————— یہاں تمہیں

بہترین قسم کا ناشتہ ملے گا۔ ————— ذرا جلدی پہنچو۔

” کس خبر کی بات کر رہے ہو ڈیئر ——— شاید
 اس جوڑے کی جوکل رات یتیم خانے سے فرار ہو گیا ۔ اور
 کھڑپہ کے کھنڈرات سے اُسے ——— رنگے
 بلغٹوں گرفتار کیا گیا ——— مائی ڈیئر ———
 یقین کرو ——— اس جوڑے سے میرا کوئی ناٹھ —۔“

” بھو اس بند کرو —۔“

فیاض دہڑا —۔

” میں بہت پریشان ہوں —۔“

” کیا اس جوڑے سے تمہارا کوئی قریبی تعلق ہے؟“

عمران چہکا —۔

” عمران — عمران — خدا کے لئے سنجیدہ

ہو جاؤ — میں اس خبر کی بات کر رہا ہوں ۔

جو ڈیلی ”سٹار“ نے شہ سُرخ کی کے ساتھ شائع کی ہے —

اب بھی سمجھو یا نہیں گھامڑ —۔؟

فیاض کے ہلبے میں جھنجھلاہٹ کے ساتھ —

بے چارگی بھی شامل تھی —۔

” سوری سوپر — دراصل میں نے ابھی اخبار

کا مرطالعہ ہی نہیں کیا — وجہ اس کی یہ

ہے — کہ میرا ہا کہ آج کا اخبار دسے کر ہی

نہیں گیا۔۔۔۔۔ سلیمان بتا رہا تھا۔۔۔۔۔ کہ
وہ پچھپش میں مبتلا ہے۔۔۔۔۔؟

عمران نے سپاٹ پہنچے میں۔۔۔۔۔ جواب
دیتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

”کیوں بکواس کرتے ہو۔۔۔۔۔ میرا اور تمہارا لہاکر
ایک ہی ہے۔۔۔۔۔؟“

فیاض غصیلے پہنچے میں بولا۔۔۔۔۔

”اچھا۔۔۔۔۔ پھر ضرور سلیمان سے۔۔۔۔۔ اس
کا جھگڑا ہوا ہوگا۔۔۔۔۔ بڑے بھائی
برامت ماننا۔۔۔۔۔ اس وقت میں جلدی میں ہوں۔
نارغ ہوتے ہی۔۔۔۔۔ تمہارے دفتر میں آنا دنگا۔
ٹھٹھا۔۔۔۔۔؟“

یہ کہتے ہوئے عمران نے ریسرور کر پٹل پر
رکھ کر سلسلہ منقطع کر دیا۔۔۔۔۔

فیاض نے خواہ مخواہ اس کے پانچ منٹ غائب
کر دیئے تھے۔۔۔۔۔

عمران تیزی سے فلیٹ سے نکل آیا۔۔۔۔۔
بیرونی دروازہ مقفل کر کے۔۔۔۔۔ وہ نیچے آیا اور
گیراج سے اپنی ٹوسیر نکال کر۔۔۔۔۔ سرسلطان

دوسری طرف سے سیکرٹری خارجہ سرسلطان کی شفقت
 آمیز آواز سنائی دی ————— لیکن ہجے میں پریشانی
 کا عنصر نمایاں طور پر شامل تھا۔ —————
 ”خیریت تو ہے سر —————؟“

عمران نے بے چینی سے پوچھا ————— حالانکہ وہ سمجھ
 گیا تھا ————— کہ سرسلطان کیوں پریشان ہیں —————
 اور عمران انہی کو فون کرنے کے لئے دوڑا تھا۔ ————— اور
 یہ عجیب اتفاق تھا ————— کہ اسی لمحے ان کی طرف
 سے فون کر دیا گیا۔ —————
 ”عمران ————— کیا تم نے وہ خبر پڑھ لی

ہے ————— میرا مطلب ہے —————؟“
 ”میں آپ کا مطلب سمجھ گیا ہوں سر ————— اور
 سخت حیران ہوں ————— اور حیرانگی کے اس
 عمل نے میرے پیٹ میں سخت مروڑ ڈال دیا ہے۔
 کیونکہ خبر پڑھتے وقت ————— میں بالکل خالی پیٹ
 تھا ————— لیمان نادر اور ناستہ بھی نادر“
 عمران نے دکھی ہجے میں کہا —————۔

”تم فوراً میرے پاس آ جاؤ۔ ————— یہاں تمہیں
 بہترین قسم کا ناشتہ ملے گا۔ ————— ذرا جلدی پہنچو۔“

میں بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔۔۔۔۔؟
 ” بہتر جناب۔۔۔۔۔ میں صرف دس منٹ تک
 پہنچ رہا ہوں۔۔۔۔۔؟“

عمران نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔۔ اور پھر
 ریسور کو کمریڈل پر رکھ کر ڈریسنگ روم میں گھس گیا۔۔۔۔۔
 لباس تبدیل کر کے وہ باہر ہی نکلا تھا۔۔۔۔۔ کہ قون کی
 گھنٹی ایک بار پھر بجنے لگی۔۔۔۔۔ عمران نے سٹپا
 کر ریسور اٹھالیا۔۔۔۔۔ کال کیپٹن خیاض کی تھی۔
 عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔
 ” کیا بات ہے سوپر۔۔۔۔۔ ویسے میں نے
 اپنے گھر میں کبھی کسی مجرم کو۔۔۔۔۔ پناہ نہیں دی؟“
 عمران کے پہلے میں طنز کا رنگ شامل تھا۔۔۔۔۔
 ” میں کسی مجرم کی تلاش میں ہی ہوں بیٹے۔۔۔۔۔
 لیکن مجھے معلوم ہے کہ وہ تمہارے فلیٹ میں نہیں
 ہو سکتا۔۔۔۔۔؟“

خیاض نے خلافت معمول خوش دلی کا مظاہرہ
 کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

” ویسے وہ خبر تو تم نے بڑھ ہی لی ہو گی۔۔۔۔۔ تمام
 ملکی اور غیر ملکی اخبارات نے شائع کی ہے۔۔۔۔۔؟“

” کس خبر کی بات کر رہے ہو ڈیئر ————— شاید
 اس جوڑے کی جو کل رات یتیم خانے سے فرار ہو گیا ۔ اور
 کھڑپہ کے کھنڈرات سے اُسے ————— رنگے
 ہاتھوں گرفتار کیا گیا ————— مائی ڈیئر —————

یقین کرو ————— اس جوڑے سے میرا کوئی تعلق ہے؟
 ” بھو اس بند کرو —————؟

فیاض دہڑا —————

” میں بہت پریشان ہوں —————؟

” کیا اس جوڑے سے تمہارا کوئی قریبی تعلق ہے؟
 عمران چہکا —————

” عمران ————— عمران ————— خدا کے لئے سنجیدہ

ہو جاؤ ————— میں اس خبر کی بات کر رہا ہوں ۔
 جو ڈیلی ”سٹار“ نے شہ سُرخ کی ساتھ شائع کی ہے —————
 اب بھی سمجھے یا نہیں گھامڑ —————؟

فیاض کے بچے میں جھنجھلاہٹ کے ساتھ —————
 بے چارگی بھی شامل تھی —————

” سوری سوپر ————— دراصل میں نے ابھی اخبار
 کا مطلب لے ہی نہیں کیا ————— وجہ اس کی یہ
 ہے ————— کہ میرا لاکر آج کا اخبار دے کر ہی

نہیں گیا۔۔۔۔۔ سلیمان بتا رہا تھا۔۔۔۔۔ کہ
وہ چیچکس میں مبتلا ہے۔۔۔۔۔؟

عمران نے سپاٹ بلبے میں۔۔۔۔۔ جواب
دیتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

”کیوں بکواس کرتے ہو۔۔۔۔۔ میرا اور تمہارا ہلکا
ایک ہی ہے۔۔۔۔۔؟“

فیاض غصیلے بلبے میں بولا۔۔۔۔۔

”اچھا۔۔۔۔۔ پھر ضرور سلیمان سے۔۔۔۔۔ اس
کا جھگڑا ہوا ہوگا۔۔۔۔۔ بڑے بھائی۔۔۔۔۔

برامت ماننا۔۔۔۔۔ اس وقت میں جلدی میں ہوں۔
خدا بخ ہوئے ہی۔۔۔۔۔ تمہارے دفتر میں آؤنگا۔
ٹاٹا۔۔۔۔۔؟“

یہ کہتے ہوئے عمران نے ریسور کرپٹل پر
رکھ کر سلسلہ منقطع کر دیا۔۔۔۔۔

فیاض نے خواہ مخواہ اس کے پانچ منٹ ضائع
کر دیئے تھے۔۔۔۔۔

عمران تیزی سے فلیٹ سے نکل آیا۔۔۔۔۔
بیرونی دروازہ مقفل کر کے۔۔۔۔۔ وہ نیچے آیا اور
گیراج سے اپنی ٹو سیر نکال کر۔۔۔۔۔ سر سلطان

کی طرف روانہ ہو گیا۔۔۔۔۔ وہ بے چینی سے کوٹھی
کے لان میں ٹپکتے ہوئے۔۔۔۔۔ عمران کا انتظار
کر رہے تھے۔۔۔۔۔

”آؤ عمران۔۔۔۔۔ پانچ منٹ لیٹ ہو۔۔۔۔۔“
وہ تیزی سے عمران کی طرف پکٹے ہوئے بولے۔
”یہ پانچ منٹ۔۔۔۔۔ کیپٹن کے نام۔۔۔۔۔
ضائع کر چکا ہوں۔۔۔۔۔“

عمران نے مسمر صورت بنائی۔۔۔۔۔
”خیر۔۔۔۔۔ خیر۔۔۔۔۔ میں ڈاکٹر ٹیکیل خان کی وجہ
سے بہت پریشان ہوں عمران۔۔۔۔۔“
انہوں نے عمران سے۔۔۔۔۔ مصافحہ کرتے
ہوئے فوراً ہی کہا۔۔۔۔۔

”تم جانتے ہو کہ وہ کتنی اہم شخصیت ہیں۔۔۔۔۔
اس قدر اہم کہ صدر مملکت اور وزیر اعظم کے برابر۔۔۔۔۔
”ان کی گمشدگی۔۔۔۔۔ یا اغوا کا قصہ میری عقل سے
بالا ہے جناب۔۔۔۔۔“

عمران نے قدرے لاپرواہی سے جواب دیا۔۔۔۔۔
”کیا مطلب۔۔۔۔۔ تم اسے غیر اہم سمجھ رہے
ہو عمران۔۔۔۔۔“

سر سلطان نے غصہ ظاہر کیا۔

”اس وقت ناشتہ میرے لئے سب سے زیادہ اہم ہے۔ اور پھر ناشتہ کئے بغیر میری

زبان میں کلفت شروع ہو جاتی ہے۔“

عمران نے معصوم شکل بناتے ہوئے کہا۔

اور سر سلطان کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

وہ عمران کا ہاتھ دبا کر ڈرائنگ روم میں آ گئے۔

اور ملازم کو ناشتے کا حکم دیا۔

”ڈاکٹر شکیل خان نے پورے ایوانِ اقتدار کو پریشان

کر دیا ہے۔ میرا مطلب ہے۔

ان کی گمشدگی نے۔“

”سر سلطان نے دوبارہ اس سے کہا۔

اخبار میں کوئی تفصیل نہیں دی گئی۔ کیا

آپ بتا سکتے ہیں کہ گمشدگی سے پہلے انہیں آخری مرتبہ

کب دیکھا گیا تھا۔“

عمران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

”ان کے اسٹنٹ خاتون ربانی کا بیان ہے کہ رات

دس بجے تک وہ۔۔۔۔۔ شنگولیا ایٹی پلانٹ کی

پورنیم ریسرچ لیبارٹری میں اس کے ساتھ تھے۔

خاتون ربانی کسی کام سے کمپیوٹر سیکشن میں مصروف
 تھا۔ کہ ڈاکٹر صاحب نے کسی ضرورت کے
 پیش نظر۔۔۔۔۔ خاتون ربانی کو بلائے کے لئے بیل
 بجائی۔۔۔۔۔ اس کا کہنا ہے کہ جب وہ ڈاکٹر صاحب
 کے بلاوے پر۔۔۔۔۔ یورنیم ریسرچ لیبارٹری
 میں داخل ہوا۔۔۔۔۔ تو وہاں ڈاکٹر صاحب
 کا نام و نشان نہ تھا۔۔۔۔۔؟

” سر سلطان نے عمران کو بتایا۔۔۔۔۔
 ” خاتون ربانی کا یہ چھوٹا سا بیان تو میں
 اخبار میں پڑھ چکا ہوں۔۔۔۔۔ جو بالکل ہی مبالغہ
 آرائی پر مبنی ہے۔۔۔۔۔ جب ڈاکٹر صاحب
 یورنیم ریسرچ لیبارٹری میں موجود تھے۔۔۔۔۔
 تو پھر غائب کیسے ہو گئے۔۔۔۔۔؟
 عمران نے کہا۔۔۔۔۔

” میرا بھی یہی خیال ہے۔۔۔۔۔ اور ہاں۔۔۔۔۔
 ڈاکٹر صاحب کی بیگم کا کہنا ہے۔۔۔۔۔ کہ رات نو
 بجے کے قریب وہ ڈاکٹر صاحب کو۔۔۔۔۔ دودھ کا گلاس
 دینے ان کے پاس۔۔۔۔۔ یورنیم ریسرچ لیبارٹری
 میں گئی تھیں۔۔۔۔۔ جہاں پر ڈاکٹر صاحب اس

وقت نو دریافت شدہ ————— یورنیم کے ایک
 ذخیرے کے مختلف ————— ٹیسٹ لے رہے
 تھے ————— یہ تم جانتے ہی ہو کہ یورنیم کے ایک
 ذخیرے کی دریافت کے بعد ————— ڈاکٹر صاحب
 نے ایٹمی پلانٹ کے اندر ہی ————— رہائش اختیار
 کر لی تھی ————— اور وہ دن رات یورنیم کے اس
 نو دریافت شدہ ذخیرے کو قابل استعمال —————
 بنانے کے لئے اس پر ریسرچ کر رہے تھے۔
 سر سلطان نے عمران کو بتاتے ہوئے کہا —————۔
 ”ہونہر —————؟“

عمران نے سوچتے ہوئے ہنکارا بھرا —————۔
 ”اس کا مطلب ہے ————— کہ نو اور دس بجے
 کے درمیان یعنی فقط ایک گھنٹے کے اندر اندر —————
 انہیں لیبارٹری بلکہ ایٹمی پلانٹ سے غائب کر دیا گیا۔“
 ”بالکل ————— مجھے سو فیصد یقین ہے ————— کہ
 انہیں غائب کیا گیا ہے ————— اور اس میں کسی
 بیرونی طاقت کا ہاتھ ہے ————— بہر حال اب تم
 ہی ان کا سراغ لگا سکتے ہو ————— ڈاکٹر منگیل
 خان کی اہمیت سے تم نا بلد نہیں ہو ————— ان کی

گمشدگی ————— یا غواء سنگولیہ ایٹمی پلانٹ کو
 تباہی کے دہانے پر لے سکتی ہے ————— ایٹمی
 پلانٹ سے متعلق ————— ان کے بیٹے میں ایسے
 راز پوشیدہ ہیں ————— جو اگر ملک دشمن طاقتوں
 پر افشا ہو گئے ————— تو ہماری سالمیت خطرے
 میں پڑ سکتی ہے —————؟

”ہماری انٹیلی جنس نے ————— اس سلسلے میں
 کیا کیا —————؟“

عمران نے بظاہر سنجیدگی سے پوچھا —————
 لیکن لمبے میں طنز بھی شامل تھا ————— ”جو پہلے
 کرتی ہے ————— وہ تمہارا دوست
 کیپٹن فیاض ————— ایسے افراد ایک مکھی تو کہہ نہیں
 سکتے ————— بین الاقوامی مجرموں کا سراغ کیسے

لگا سکتے ہیں —————؟“

سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا —————

”ٹھیک ہے ————— سب سے پہلے سنگولیہ

ایٹمی پلانٹ کا جائزہ لوں گا ————— کیا مجھے اجازت

نامہ مل سکتا ہے —————؟“

عمران نے دریافت کیا —————۔

” بالکل ————— صرف صدرِ مملکت ہی اجازت نامہ جاری کرنے کا ————— اختیار رکھتے ہیں —————

میں ان سے بات کرتا ہوں —————؟

سر سلطان نے کہا ————— اور پھر پرائیویٹ فون پر صدرِ مملکت سے رابطہ قائم کرنے لگے۔

کال صدر کے پی اے نے موصول کی ————— سر سلطان

نے اپنا تعارف کروایا ————— اور صدرِ مملکت

سے بات کرانے کو کہا ————— تقریباً پندرہ منٹ

بعد فون پر صدرِ مملکت کی آواز ابھری —————

” سر سلطان ————— فرمائیے ————— کیا بات

ہے —————؟“

” سر ————— ایکسٹو کوڈاکٹر تشکیل کے اغوانڈ کے

سلسلے میں آگاہ کر دیا گیا ہے ————— وہ شنگولیہ

کے ایٹمی پلانٹ میں داخلے کا اجازت نامہ چاہتا ہے؟“

سر سلطان نے مؤربہ میں کہا —————

” ٹھیک ہے ————— اجازت نامہ آپ تک

پہنچا دیا جائے گا ————— یہ کیس باتا قاعدہ طور پر

سیکریٹ سروس کو منتقل کر دیا جائے —————

ڈاکٹر تشکیل کا جلد از جلد سراغ لگانا بہت ضروری ہے۔“

صدرِ مملکت نے سپاٹ ہیجے میں کہا ۔
 ” رائٹ سر ۔۔۔ اب ایکسٹرمیڈان عمل میں آ
 چکا ہے ۔۔۔ انشاء اللہ وہ بہت جلد ڈاکٹر صاحب
 سراغ لگانے میں کامیاب ہو جائے گا ۔۔۔ ؟
 سر سلطان نے اپنے ہیجے میں وزن پیدا کرتے
 ہوئے کہا ۔۔۔ ۔۔۔

” مسٹر سلطان ۔۔۔ آپ جانتے ہیں کہ ڈاکٹر تشکیل
 ملکی سالمیت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں ۔
 اُن کے سراغ کے سلسلے میں ۔۔۔ میں ایکسٹو
 کو اسپیشل اختیارات دینے پر بھی تیار ہوں ۔
 یہ کام ہر صورت میں ۔۔۔ اور جلد از جلد ہونا چاہیے۔“
 ” اس کی ضرورت نہیں سر ۔۔۔ ایکسٹو مزید
 اختیارات کے بغیر ہی ۔۔۔ یہ اہم کام کرنے
 کی صلاحیت رکھتا ہے ۔۔۔ آپ مطمئن ہیں
 سر ۔۔۔ ؟“

سر سلطان نے کہا ۔۔۔ اور صدرِ مملکت نے
 اوکے کہہ کر سلسلہ منقطع کر دیا ۔۔۔
 ” اجازت نامہ کتنی ریر میں پہنچ جائے گا ۔۔۔ ؟
 عمران نے پوچھا ۔۔۔ ۔۔۔

”اُدھا گھنٹہ تو لگ ہی جائے گا۔۔۔۔۔“

سر سلطان نے کہا۔۔۔۔۔ پھر وہ کچھ سوچتے ہوئے نکر مند بھجے میں بولے۔۔۔۔۔

”میں ایک بات سے بہت پریشان ہوں عمران۔۔۔۔۔ وہ یہ کہ ڈاکٹر صاحب کو اغواء کرنے والے۔۔۔۔۔ اگر اب تک ان سے تمام راز۔۔۔۔۔ اگلو اچکے ہوئے تو کیا ہوگا۔۔۔۔۔؟“

”آپ پریشان مت ہوں سر۔۔۔۔۔ میں ڈاکٹر تشکیل کو ذاتی طور پر جانتا ہوں۔۔۔۔۔ وہ بہت مضبوط اعصاب۔۔۔۔۔ اور بے پناہ قوت ارادی کے مالک ہیں۔۔۔۔۔ ان سے کسی قسم کا راز اگلو لینا بچوں کا کھیل ثابت نہیں ہوگا۔۔۔۔۔؟“

عمران نے تسلی آمیز ہجے میں کہا۔۔۔۔۔

”تم ٹھیک کہتے ہو عمران۔۔۔۔۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ۔۔۔۔۔ ڈاکٹر صاحب کو ہمارا ہی دشمن سپر باور رد سپاہ نے اغواء کر دیا ہے۔۔۔۔۔ اور ان کی کے جی بی۔۔۔۔۔؟“

”ایسا ہو سکتا ہے سر۔۔۔۔۔؟“

عمران نے ان کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

ہماری سب سے بڑی غلطی یہ ہے ————— کہ
 ہم نے اپنے اس عظیم الشان ایٹمی پروگرام ————— کی
 بنیاد ایکرمیمیائی امداد پر رکھی ————— اور اب وہ
 اس لئے ————— اپنی من مانی کرنے کی

کوشش کرتا ہے ————— اور یہ ایک عام رویہ ہے
 کہ جب بھی سیدھی انگلی سے نہ نکلے ————— تو پھر
 ٹیڑھی انگلی سے نکالنے کی کوشش کی جاتی ہے —————
 ایکرمیمیائی ایک ————— بڑی پھلی ہے —————

اور وہ پاکیشیا کو گوشت کا ٹکڑا ————— دکھا کر پھٹی
 مچھلی کی طرح نگل جانا چاہتا ہے —————؟

عمران نے جذباتی ہجے میں کہا ————— جواب میں
 سر سلطان خاموش رہے ————— کیونکہ عمران
 نے جو کہا تھا ————— سب سنی بر حقیقت تھا —————

لیکن اس سلسلے میں وہ کبھی کیا ————— سکتے تھے —————
 تمام پالیسیاں تو اونچے ————— ایوانوں کے
 اندر اقتدار کی مضبوط ————— کرسیوں پر بیٹھ کر وضع
 کی جاتی تھیں ————— ان کا کام تو محض یہ تھا —————

کہ ان پالیسیوں پر خود ————— اور دوسروں سے عمل
 درآمد کروایا جائے —————۔

” لیکن وقت سے پہلے ————— اندازے قائم کر کے

خود کو پریشان نہیں کرنا چاہیے۔ —————؟

” ٹھیک ہے۔ ————— لیکن یہ بھی تو دیکھو۔ —————

کہ روسیاء کے علاوہ۔ ————— پاکیشیا کا شنگو لیہ

ایمی پلانٹ گذشتہ کچھ عرصے سے ایکرمیشیا کی نظروں میں

ہے۔ ————— اور اس کا پھٹا اسرائیل۔ —————

اسے تو حکومت پاکیشیا کا یہ عظیم الشان ایمی منصوبہ

ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ ————— اور وہ بیابانگ دہل

عالم اسلام کے۔ ————— تمام ایمی پلانٹ تباہ

کرنے کا اعلان کر چکا ہے۔ —————؟

سر سلطان کے ہلبے میں بدستور پریشانی

شامل تھی۔ —————

” اسرائیل ایک حوا ہے سر۔ ————— اور سچ

پوچھیں۔ ————— تو میں ایکرمیشیا کو بھی ایک

بوگس سپر پاور سمجھتا ہوں۔ ————— جس کے پاس

سوائے اسلحہ کے اور کچھ نہیں۔ ————— سب سے

بڑا اسلحہ۔ ————— تو ایمان ہے۔ ————— اور

ایمان کا جذبہ سب سے زیادہ۔ ————— عالم اسلام

میں اور بالخصوص پاکیشیا کی عوام کے دلوں میں رومیزی ہے

کچھ دیر بعد صدر مملکت کی طرف سے ایکسٹو کے نام _____ شنگولیہ ایٹمی پلانٹ میں داخلے کا اجازت نامہ مل گیا۔

چنانچہ عمران نے سر سلطان سے اجازت حاصل کی اور ایک سیاہ نقاب میں ملبوس ہو کر _____ فضا ئیہ کے ایک _____ ہیلی کاپٹر میں سوار ہو کر _____ ایکسٹو کی حیثیت سے _____ شنگولیہ ایٹمی پلانٹ کی _____ طرف روانہ ہو گیا۔ شنگولیہ ایک طویل و عریض _____ پہاڑی سلسلہ تھا۔ یہ پاکیشیا کے دارالحکومت _____ مسلم آباد کے شمال مغرب میں تقریباً چالیس میل _____ کے فاصلے پر واقع تھا۔

ہیلی کاپٹر چند منٹ میں ہی وہاں پہنچ گیا۔ _____ عمران نے ہیلی کاپٹر _____ ایٹمی پلانٹ سے ملحقہ ایک چھوٹے سے _____ باغ میں اتروایا۔ اور نیچے اتر آیا۔ تقریباً ایک مربع میل پر واقع یہ ایٹمی پلانٹ _____ دنیا کا نہیں تو پاکیشیا کا آٹھواں عجوبہ ضرور تھا۔ اس کی تعمیر ایسے طریقے سے کی گئی تھی کہ دیکھنے والا

یہی سمجھتا تھا۔۔۔۔۔ کہ غالباً وہ کسی خلائی سیارے
 پر آن پہنچا ہے۔۔۔۔۔ ایٹمی پلانٹ کے چہار گمرد
 طاقتور تابکاری۔۔۔۔۔ لہری گردش کرتی تھیں۔
 ان تابکاری لہروں کا کمال یہ تھا۔۔۔۔۔ کہ کوئی
 مہلک ترین۔۔۔۔۔ میزائل پلانٹ کے اندر داخل
 نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔۔۔ یہ لہری نظر نہیں آتی تھیں۔
 پلانٹ کی وسیع و عریض۔۔۔۔۔ عمارت کے
 چاروں طرف بہت بڑے بڑے۔۔۔۔۔ غبارے
 اڑتے نظر آ رہے تھے۔۔۔۔۔ اور تابکاری
 لہری۔۔۔۔۔ دراصل انہی غباروں سے۔۔۔۔۔
 خارج ہو کر۔۔۔۔۔ پلانٹ کے چہار گمرد
 کرتی تھیں۔۔۔۔۔
 شنگولہ ایٹمی پلانٹ کی ایک۔۔۔۔۔ اور
 خوبی یہ بھی تھی۔۔۔۔۔ کہ اس کے اندر داخل ہونے
 والا اپنی جسمانی قوت سے محروم۔۔۔۔۔ ہو جاتا
 ہے یعنی جیت تک وہ۔۔۔۔۔ ایٹمی پلانٹ کی عمارت
 کے اندر موجود رہتا تھا۔۔۔۔۔ اس وقت تک
 وہ اپنی مرضی سے۔۔۔۔۔ کوئی کام نہیں کر سکتا تھا۔
 حتیٰ کہ وہ اپنے ہاتھوں سے۔۔۔۔۔ ایک تنکا بھی

نہیں اٹھا سکتا تھا۔ اتنا ضرور تھا کہ وہ جگہ سے
 چل کر دوسری جگہ تک جا سکتا تھا۔
 اگر ایٹمی پلانٹ کے اندر جانے والا کوئی کام
 کرنا چاہتا تھا تو اس کے لئے اُسے
 خود کار روبوٹ سے رابطہ کرنا پڑتا۔
 اور خود کار روبوٹ کا کمال یہ تھا کہ
 وہ اپنے موکل کے کہنے پر کوئی ایسا کام
 نہیں کرتا تھا جس سے ایٹمی پلانٹ کو نقصان
 پہنچنے کا اندیشہ ہوتا۔ ایٹمی پلانٹ کی عمارت
 کے اندر بہت سے خود کار روبوٹ موجود
 تھے اور ان روبوٹس کو
 ایک جدید کمپیوٹر کے ذریعے کنٹرول کیا
 جاتا تھا۔
 ایٹمی پلانٹ کی عمارت کے چہار گرد
 خاردار تاروں کا جال بچھا رکھا تھا
 جن میں ہر وقت ہزاروں دولٹ کی طاقتور
 برقی روگردشس کہتی تھیں۔ ہیلی کاپٹر
 سے نکلنے کے بعد عمران ایٹمی پلانٹ کی
 عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ وہاں

کی سیکورٹی فورس کو پہلے ہی _____ ایکسٹو کی آمد
 کی اطلاع بھیج دی گئی تھی _____ یہی وجہ تھی کہ
 انہوں نے ایٹمی پلانٹ کی طرف _____ بڑھنے پر
 کوئی مداخلت نہ کی _____ عمارت سے کچھ فاصلہ
 پہلے ہی _____ جہاں خاردار تاریں لگی ہوئی تھیں۔

دلیں پر لوہے کا _____ ایک بہت بڑا
 گیٹ نصب تھا _____ اس گیٹ کے ساتھ ایک
 چھوٹا سا کمرہ بنا ہوا تھا _____ گیٹ پر کھڑے ایک
 خود کار روبوٹ نے عمران کو _____ کمرے میں
 جانے کا سگنل دیا _____ چنانچہ عمران اس چھوٹے
 سے کمرے میں داخل ہو گیا _____ کمرے کے اندر روبوٹ
 موجود تھا _____ اس کمرے کی دیواروں کے ساتھ
 جدید ترین _____ ٹافٹ _____ کتے ہوئے تھے _____
 دو ٹیلی ویژن _____ ریئیں بھی نصب تھیں _____ جن پر
 ایٹمی پلانٹ کا _____ اندرونی ماحول نظر آ رہا تھا _____
 درختہ ایف رکھے جناب _____؟

ایک _____ روبوٹ نے عمران کو کمرے کی طرف اشارہ کرتے
 ہوئے کہا _____ عمران بلا توجہ چلا کر _____
 بیٹھ گیا _____

در اجازت نامہ پلیر _____؟

اس نے عمران سے کہا _____ اور عمران نے صدر
مملکت کا خصوصی _____ اجازت نامہ نکال کر روبوٹ
کی طرف بڑھا دیا _____ اس نے اجازت نامہ ایک
مشین کے اندر ڈال کر _____ ایک بٹن آن کیا _____
مشین کی بیرونی سطح پر لگے ہوئے _____ بہت سے
بلیوں میں سے _____ نارنجی رنگ کا ایک _____ چھوٹا
سابلب جلنے بجھنے لگا _____ روبوٹ نے ایک
اور بٹن دبا دیا _____ نارنجی بلب گیا _____ اور
گرین کلر کا بلب اسپارک کرنے لگا _____ روبوٹ
نے سوپرچ آف کر دیا _____ اور عمران کی طرف متوجہ
ہو گیا _____

”آپ اندر جاسکتے ہیں _____ لیکن اندر جانے
سے پہلے آپ کو یہ سیاہ لبادہ اتار کر ایک خصوصی
”بس پہننا ہوگا“ _____؟

کیا یہ سیاہ لبادہ _____ اتارنا ضروری ہے؟
”ان نے تشویش سے پوچھا _____ کیونکہ
وہ اپنا اتنا ب اتار کر ایکسٹو کو منظر عام پر نہیں لاسکتا تھا ۔
”یہ ضروری نہیں _____ اگر آپ چاہیں تو اس لباس

کے اوپر ہمہ را مخصوص لباس پہن سکتے ہیں۔۔۔۔۔
ایمی پلانٹ کے اندر گردش کرتی ہوتی۔۔۔۔۔ مہلک
تباکاری لہروں سے بچاؤ کے لئے یہ مخصوص لباس پہننا
بہت ضروری ہے۔۔۔۔۔

روبوٹ نے کہا۔۔۔۔۔ اور میشر مشین بورڈ پر لگا ہوا
ایک بٹن دبایا۔۔۔۔۔ کمرے کی دیوار میں شکاف پیدا
ہو گیا۔۔۔۔۔ روبوٹ نے عمران کو اشارہ کیا۔۔۔۔۔

اور عمران اٹھ کر۔۔۔۔۔ شکاف کے راستے
سے گزر کر اندر داخل ہو گیا۔۔۔۔۔ یہ ایک اور چھوٹا
سا کمرہ تھا۔۔۔۔۔ کمرے کی دیواروں کے ساتھ

بہت سے سنہری۔۔۔۔۔ ماسک لٹکے ہوئے
تھے۔۔۔۔۔ یہ ماسک ساخت کے اعتبار سے
بالکل ایسے ہی تھے۔۔۔۔۔ جیسے سڑکوں پر تار کوئل

بچپانے والے کاریگر پہنتے ہیں۔۔۔۔۔ لیکن
ان کی اہمیت ان سے کئی سو گنا زیادہ تھی۔۔۔۔۔
عمران نے اپنے سائزر کا ایک ماسک منتخب

کیا۔۔۔۔۔ اور پہن کر باہر نکل آیا۔۔۔۔۔
روبوٹ نے اسے شیشے کا ایک ہلٹ بھی دیا۔۔۔۔۔
جسے عمران نے اپنے چہرے پر پہن لیا۔۔۔۔۔

روبوٹ نے اسے جانے کی اجازت دے دی —
 عمران کمرے سے نکلا — اور ایٹمی پلانٹ کے
 گیٹ کی طرف چل پڑا — گیٹ پر جو دو روبوٹ
 کھڑے تھے — انہوں نے ریوٹ کنٹرول سسٹم
 کے ذریعے گیٹ کھول دیا — اور عمران اندر
 داخل ہو گیا — ایٹمی پلانٹ کی عمارت کے
 چاروں طرف — سبزہ زار بنایا گیا تھا —
 سبزہ زار کے بالکل درمیان میں سرخ رنگ کا ایک بہت
 بڑا گنبد سائنا ہوا تھا — اس سرخ گنبد
 کے عین نیچے — ایٹمی پلانٹ واقع تھا —
 جو بلاشبہ جنوبی ایشیا کا — سب سے بڑا
 ایٹمی پلانٹ تھا — اور یہ بیرونی ملکوں کی امداد
 سے زیادہ پاکیشیائی عوام کی اپنی — ہمت اور
 جدوجہد کا مظہر تھا — یہ پاکیشیا کی عظیم الشان
 طاقت کا نشان تھا — پاکیشیا اس لحاظ
 سے بھی خوش نصیب — ملک تھا — کہ
 یہاں ڈاکٹر شکیل جیسا — عظیم سائنس دان پیدا
 ہوا — جن کی زہانت پوری دنیا تسلیم کر
 چکی تھی — انہوں نے اپنی بے انتہا کوششوں

اور مسلسل روبہ عمل ذہنی کاوشوں سے یہ عظیم ایٹمی پلانٹ
 بنا کر پاکستان کی جنوبی ایشیا سپر پاور بنا دیا تھا۔
 جو نہ صرف پاکستان بلکہ جنوبی ایشیا کی سالمیت
 کا نشان تھا۔ اور امن کا ذریعہ۔
 عمران جونہی اس سرخ گنبد کے قریب
 پہنچا۔ تو یکایک ایک تیز سائرن
 بجنے لگا۔ ساتھ ہی سرخ گنبد میں
 ایک دروازہ نمودار ہوا۔ اور اس میں سے بہت
 سے روبوٹ نمودار ہوئے۔ لگے۔
 عمران کا دل دھڑکنے لگا۔ اس کے دل
 میں یہ اندیشہ پیدا ہوا۔ کہ کہیں یہ روبوٹ
 اس کی ہڈیاں پسلیاں۔ چکنا چور نہ کر دیں۔
 آخر مظہرے مشینی آدمی۔ کیا معلوم دماغ
 کا کوئی پیچ ڈھیلا ہو جائے۔
 لیکن یہ عمران کا اندیشہ ہی تھا۔ کیونکہ وہ
 ناجائز ذرائع سے۔ تو ایٹمی پلانٹ میں داخل
 ہوا نہیں تھا۔ بلکہ صدر مملکت کی خصوصی
 اجازت سے یہاں آیا تھا۔ لہذا اسے کسی
 قسم کا نقصان پہنچنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

سرخ گنبد سے نکلنے والے روبوٹ دور یہ قطر کی
 صورت میں کھڑے ہو گئے۔ ————— عمران جہاں رکا
 تھا۔ ————— وہیں کھڑا تھا۔ ————— چند لمحات میں ایک
 اور روبوٹ سرخ گنبد سے ————— برآمد ہوا
 یہ دوسرے روبوٹس سے منفرد تھا۔ ————— ساخت
 کے لحاظ سے بھی یہ دوسرے ————— روبوٹس
 سے بڑا تھا۔ ————— اور پھر دوسرے روبوٹس کے
 ڈھانچے ————— سیاہ رنگ کے تھے۔ —————
 جبکہ اس روبوٹ کا ڈھانچہ سفید تھا۔ ————— دراصل
 یہ تمام روبوٹس کا لیڈر تھا۔ —————
 مسٹر ایکسٹو ————— کیا آپ اس ایجنسی
 پلانٹ میں آنے کا ————— اصل مقصد بتا سکتے
 ہیں۔ ————— ؟
 سفید روبوٹ نے لفظ ”اصل“ پر زور —————
 دیتے ہوئے عمران سے پوچھا۔ —————
 ”میں حکومت پاکستان کی —————
 سے ڈاکٹر عاصب کی ————— گمشدگی کا سرچ
 لگا۔ نے آیا ہوں۔ ————— اور یہی اصل مقصد
 ہے۔ ————— ؟

پھر اس کی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں —
 اسے اندر لانے والا سفید روبوٹ — منہ سے
 آگ کے شعلے اگل رہا تھا — اس کا آہنی بازو
 بھی عمران کی طرف — اٹھا ہوا تھا —
 عمران فوراً سمجھ گیا — کہ وہ اس پر حملہ کرنے کے
 لئے پُر تول رہا ہے —
 ”بھائی روبوٹ — تمہارے ارادے تو
 نیک ہیں ناں —؟“
 عمران نے مسمی صورت بنا کر کہا —
 ”میں تمہارا قیمہ بنانے کا — نیک
 ارادہ رکھتا ہوں —؟“
 روبوٹ کی آواز میں دہشت شامل تھی —
 اور عمران پر کپکپاہٹ طاری ہو گئی — جو خود
 ساختہ تھا — عمران سمجھا کہ شاید اس نادان
 روبوٹ کا کوئی کل پرزہ خراب — ہو گیا
 ہے — جس کی وجہ سے — اس کے
 دماغ میں خلل پڑ گیا ہے — لیکن جب روبوٹ
 نے اچانک اس پر حملہ کر دیا — تو وہ بوکھلا

کی زد میں آچکا ہے ۔
 روباٹ نے اپنا آہنی مکہ عمران کے جبرٹوں پر جھایا تھا
 لیکن عمران بجلی کی کسی تیزی سے زمین پر لوٹ گیا تھا
 یہی وجہ تھی کہ روباٹ کا مکہ ہوا میں لہرا کر رہ گیا عمران زمین پر سے
 اٹھ کر سیدھا ہوا ہی تھا کہ روباٹ کے منہ سے سرخ اور نیلے رنگ کی شمعیں نکلیں
 جو یقیناً عمران کے جسم سے ٹکراتی لیکن عمران
 اچھل کر اپنے دائیں طرف ٹب میں جا گرا تھا
 لیکن ابٹا ہوا نتیجتاً عمران چھینٹا ہوا
 ٹب سے نکلا اس اثنا میں روباٹ گھوم کر دوبارہ اس کے سر پر پہنچ
 چکا تھا گرم پانی میں گرنے کی وجہ سے عمران
 کے جسم پر چھالے ابھر آئے تھے روباٹ نے جھک کر اپنا شیشی پنچہ
 عمران کی گردن پر جما دیا اور پھر مشین
 پنچے کی گرفت مضبوط ہونے لگی عمران
 کہ اپنی آنکھوں کے سامنے ستارے سے

ناچتے ہوئے نظر آنے لگے۔۔۔۔۔ اس کا سانس
 رُکنے لگا۔۔۔۔۔ روبوٹ نے اسے زمین سے چند
 فٹ اوپر اٹھالیا تھا۔۔۔۔۔ اور اب عمران کسی
 بونے کی مانند قومی ہیکل روبوٹ کے۔۔۔۔۔ مشینی
 پنجے میں جھکڑا ہوا برسی طرح ٹرپ رہا تھا۔۔۔۔۔
 اس جان کنی کے عالم میں۔۔۔۔۔ عمران کو اور تو
 کچھ نہ سوچھا۔۔۔۔۔ اس نے روبوٹ کے فولادی
 سر پر۔۔۔۔۔ ایک گھونٹہ جما دیا۔
 اور یہی گھونٹہ اس کے لئے۔۔۔۔۔ نئی زندگی کا پیغام
 ثابت ہوا۔۔۔۔۔ عمران کی ایک انگلی
 روبوٹ کی مرکزی آنکھ میں گھس گئی تھی۔ دیکھتے
 ہی دیکھتے روبوٹ کے تمام کل پرزے۔۔۔۔۔
 ڈھیلے پڑ گئے۔۔۔۔۔ اس کا وہ مشینی پنجہ بھی کھل گیا۔
 جس میں اس نے۔۔۔۔۔ عمران کی گردن کو دبوچ
 رکھا تھا۔۔۔۔۔ عمران دھڑام سے فرش پر گر پڑا پھر
 اس نے روبوٹ کو بھی۔۔۔۔۔ زمین بوس
 ہوتے دیکھا۔۔۔۔۔ عمران حیرت زدہ رہ گیا۔
 وہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ۔۔۔۔۔ اس کی یہ مہولی

عمران کسی نئے خطرے کا مقابلہ کرنے کے لئے ذہنی
 طور پر خود کو تیار کر کے _____ دروازے میں داخل
 ہو گیا۔ _____ یہ ایک طویل راہ داری تھی _____
 جو سفید دودھیا _____ روشنی سے جگمگا رہی
 تھی _____ عمران تیزی سے راہ داری میں چلنے لگا۔
 ایک چور اسے پرہیز کر رہا تھا _____
 ”اب دائیں سمت مڑ جاؤ“ _____؟

اجنبی آواز پھر گونجی _____ عمران دائیں سمت
 مڑ گیا۔ _____ اس راہ داری میں ہلکی سرسئی روشنی
 پھیلی ہوئی تھی _____ راہ داری کے دونوں طرف
 کمرے بنے ہوئے تھے _____ جن پر مختلف شعبوں
 کے نام درج تھے _____ اجنبی آواز کی رہنمائی
 میں عمران _____ ایٹمی پلانٹ کے مختلف شعبوں
 اور راہ داریوں سے گزرتا ہوا _____ بالآخر ایک
 لفٹ کے سامنے _____ پہنچ گیا _____ لفٹ
 کا دروازہ خود بخود کھلا _____ عمران لفٹ میں داخل
 ہو گیا۔ _____ دروازہ بند ہو گیا _____ اور
 لفٹ نیچے کی طرف _____ سفر کرنے لگی _____
 یہ سفر کئی سیکنڈ تک _____ جاری رہا _____

پھر لفٹ رُک گئی۔۔۔۔۔ دروازہ کھلا اور عمران
 باہر آیا۔۔۔۔۔ دوسرے ہی لمحے اس کی آنکھیں
 پھیلتی چلی گئیں۔۔۔۔۔
 عمران شیشے کے ایک بڑے خول میں موجود تھا۔
 شیشے کے اسی کے چاروں طرف۔۔۔۔۔ حدنگاہ
 ہم پانی ہی پانی نظر آ رہا تھا۔۔۔۔۔



قیامت سے کسی طرح بھی کم نہیں تھا۔
 وہ دن جب پاکستان کے
 دارالحکومت مسلم آباد پر موت کی آگ برسنے لگی تھی۔
 وہ موسم گرما کی ایک _____
 جیسا دینے والی دوپہر تھی _____
 جب مسلم آباد پر _____
 اچانک ہی مہلک ترین بموں اور خودکار _____
 میزائلوں کی بارش برسنے لگی _____
 پلک جھپکتے میں سڑکوں پر انسانی جسموں کے ٹکڑے ہی ٹکڑے پھیل گئے۔
 بے شمار _____
 فلک بوس عمارتیں دیکھتے ہی دیکھتے
 زمین بوس ہو کر رہ گئیں۔
 یہ ناگہانی افتاد _____
 اس قدر اچانک تھی کہ کسی کو کچھ بھی
 سوچنے کا موقع نہ مل سکا۔
 لوگ اپنی جانیں _____
 بچانے کے لئے محفوظ پناہ

گاہوں کی طرف دوڑے۔ _____ لیکن کوئی بھی جگہ ان
 کے لئے محفوظ ثابت _____ نہیں ہو رہی تھی۔ _____
 وہ جدھر بھی رخ کرتے _____ خودکار میزائلوں سے
 نکلے ہوئے شٹل ان کا تعاقب کرتے _____ اور
 ان کے پرچھے اڑاتے چلے جاتے۔ _____
 موت کا یہ کھیل آدمے گھنٹے تک جاری رہا۔ _____
 سینکڑوں انسان موت کے گھاٹ اتر گئے۔ _____
 حیب کہ زخمی ہونے والوں کی تعداد کا کوئی تعین نہ تھا۔ _____
 مالی نقصان کا بھی درست تخمینہ لگانا _____ ممکن
 نظر نہیں آتا تھا۔ _____ حکومت کی مشینری فوراً حرکت
 میں آئی تھی۔ _____ یہ جاننے کی کوشش کی جا
 رہی تھی کہ آیا کہ یہ کسی دشمن ملک کا حملہ ہے یا کسی _____
 تخریب کاری کا نتیجہ۔ _____ وہ میزائل کہاں سے آئے
 جن کے پھٹنے کی وجہ سے _____ یہ المناک سانحہ
 پیش آیا ہے۔ _____ فوری طور پر کوئی _____
 صورت حال سامنے نہ آئی۔ _____ نو حکومت
 نے اس افسوس ناک _____ اور دلخراش
 واقعہ کو محض _____ ایک اتفاقی حادثہ قرار
 دے دیا تھا۔ _____ اور سرکاری بیان یہ جاری کیا

گیا تھا کہ ایک اسلحہ ساز فیکٹری میں _____ بارود
 کو آگ لگنے سے یہ حادثہ پیش آیا ہے _____ .
 پاکیشیا کے تمام باسی اس عظیم المناک حادثہ پر
 اشک بار تھے _____ خود ایوان اقتدار میں بھی
 کھلبلی مچی ہوئی تھی _____ ایمر جنسی سکواڈ حرکت
 میں آچکی تھی _____ اور اس انتہائی خطرناک
 اور روح فرسا _____ حادثہ کے ذمہ دار لوگوں کی
 تلاش جاری تھی _____ اس سلسلے میں ایٹلی
 جنس _____ اور خصوصاً سیکرٹ سرس _____
 کو بھی ہدایات جاری کر دی گئی تھیں _____ کہ وہ
 اس حادثہ کے ذمہ دار افراد کا _____ سراغ
 لگانے کی کوشش کریں _____ .
 دانش منزل میں بلیک زبرد کے علاوہ جوزف
 بھی موجود تھا _____ اور سر سلطان درجن بھر کا لبس
 کر چکے تھے _____ عمران کا کچھ پتہ نہ تھا _____
 کہ اسے زمین کھا گئی _____ یا آسمان نکل گیا ہے
 خود بلیک زبرد بھی _____ سخت پریشانی کے
 عالم میں تھا _____ سیکرٹ سرس کے ممبران
 بھی فون کر کے تھک چکے تھے _____ لیکن

بلیک زیرو انہیں فی الحال _____ کوئی ہدایت
 نہیں دینا چاہتا تھا _____ جب تک عمران
 کا کچھ پتہ نہ چل جاتا _____

سر سلطان نے تیرہویں مرتبہ ٹیلی فون کیا _____
 اس مرتبہ بھی بلیک زیرو وہی کو فون اٹینڈ کرنا پڑا تھا _____
 ”عمران کا کچھ پتہ چلا طاهر _____؟“

سر سلطان پھر لیٹان ہیجے میں اپنا سابقہ سوال دہرایا -
 ”نہیں جناب _____ میں خود سخت پریشان ہوں -
 کچھلے دو دن سے ان کے متعلق _____ کوئی خبر سننے
 میں نہیں آئی _____“

بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا _____

”حیرت ہے _____ میں نے اُسے شنگولیر
 ایٹمی پلانٹ کا _____ جائزہ لینے کے لئے بھیجا
 تھا _____ تب سے اس کی کوئی خبر نہیں ہے

جب کہ خاتان ربانی کا کہنا ہے _____ کہ وہ چند
 گھنٹے ایٹمی پلانٹ کے مختلف _____ شعبوں کا دورہ
 کرنے کے بعد واپس چلا گیا تھا _____ اور یہ

بات ٹھیک بھی ہے _____ کیونکہ وہ پاک
 فضائیہ کا جوہیلی کا پٹرے کر گیا تھا _____ وہ فضائیہ

”جی بہتر _____ اور اینڈ آل _____“
 بلیک زیرو نے کہا _____ اور سلسلہ منقطع کر دیا۔
 پھر اس نے صفدر کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے _____
 سلسلہ ملنے پر دوسری طرف سے _____ صفدر
 کی آواز سنائی دی _____

”صفدر اینڈنگ _____ اور _____“

”ایکسٹو کالنگ یو _____ اور _____“

بلیک زیرو نے بھراتی ہوئی آوازیں کہا _____

”یس سر _____ کیا حکم ہے _____“

صفدر نے موزن بلبے میں پوچھا _____

”صفدر _____ تم نعمانی، صدیقی اور چولہن کو لے

کر فوراً شہر کی مشکوک جگہوں کی ناکہ بندی کر لو _____

اٹیلی جنس بیورو کی _____ پیشیل سکوآڈ

تمہارے ساتھ ہوگی _____ اور تم اسے ہینڈل

کر دو گے _____ سانحہ مسلم آباد کے مجرم ابھی

ملک سے فرار نہیں ہونے پائے _____

ان کا قوری سراغ لگانا ضروری ہے _____“

”یس سر _____ باقی ممبران کا کیا ہوگا _____“

”انہیں جو لیا تا فسرز وارنہ _____ ایک علیحدہ ٹیم

کی صورت میں بیٹھ کر رہے گی۔۔۔۔۔؟

”اد کے سر۔۔۔۔۔؟“

”یہ ملک کی سلامتی کا مسئلہ ہے صفر۔۔۔۔۔“

اس لئے زیادہ چاک و چوبند رہنے کی ضرورت ہے۔۔۔؟

”سر۔۔۔۔۔ ہم اپنی جان لڑانے کو بھی تیار ہیں

آپ بے فکر رہیں۔۔۔۔۔؟“

صفر نے مطمئن ہوجے میں کہا۔۔۔۔۔ اور پھر

بلیک زبرد نے ادورائیڈ آل کہہ کر۔۔۔۔۔ سلسلہ

منقطع کر دیا۔۔۔۔۔ دوبارہ جولیا کے نمبر ڈائل کئے

سلسلہ ملنے پر ریسپورس جولیا نے ہی اٹھایا تھا۔۔۔۔۔

”جولیا ریسپونگ۔۔۔۔۔ ادور۔۔۔۔۔؟“

اس نے اپنا تعارف کر دیتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

”ایکسٹو۔۔۔۔۔ دی چیف آف سیکرٹ سروس

کالنگ یو۔۔۔۔۔ ادور۔۔۔۔۔؟“

بلیک زبرد نے مخصوص بھرائی ہوئی

آواز میں کہا۔۔۔۔۔

”میرے لئے کیا حکم ہے جناب۔۔۔۔۔؟“

جولیا نے مؤدب ہوجے میں پوچھا۔۔۔۔۔

”جولیا۔۔۔۔۔ تم پر ایک بھاری ذمہ داری عائد

کی جا رہی ہے۔۔۔۔۔ لیکن مجھے امید ہے کہ تم اُسے
 بھانسنے میں کامیاب رہو گی۔۔۔۔۔؟
 ”میں آپ کی توقعات پر پوری اتروں گی جناب۔۔۔۔۔؟“
 جولیانے با اعتماد پہلچے میں کہا۔۔۔۔۔
 ”تم اور تنویر۔۔۔۔۔ کیپٹن فیروز کو ساتھ لے کر
 شہر کی مخصوص مشوک جگہوں کی نگرانی کرو گی۔۔۔۔۔
 ہمیں سانحہ مسلم آباد کے ذمے دار۔۔۔۔۔ مجرموں
 کی تلاش۔۔۔۔۔ اور حکومت اس سلسلے
 میں کسی قسم کی رعایت نہیں دے گی۔۔۔۔۔ تمہیں
 انٹیلی جنس کا ایک سپیشل سکوڈ دیا جائے گا۔۔۔۔۔
 جسے تم کس طرح ہینڈل کرو گی۔۔۔۔۔ یہ میں تم پر چھوڑنا
 ہوں۔۔۔۔۔؟“
 ”جناب۔۔۔۔۔ میں آپ کا اعتماد۔۔۔۔۔
 مجروح نہیں ہونے دوں گی۔۔۔۔۔؟“
 جولیانے ٹھوس پہلچے میں کہا۔۔۔۔۔
 ”میں جانتا ہوں۔۔۔۔۔ اور تمہاری غیر معمولی صلاحیتوں
 پر مجھے بھروسہ اور اعتماد ہے۔۔۔۔۔؟“
 بالیک زیرو نے کہا۔۔۔۔۔ اور سلسلہ منقطع کر
 دیا۔۔۔۔۔ پھر وہ اٹھ کر کمرہ نشست میں آ گیا۔

عمران کی طرف سے وہ بہت پریشانی میں مبتلا تھا۔
 جوزف اس وقت شراب کے نشے میں _____
 نہ جانے کیا اول فول بک رہ رہا تھا۔ _____ بلیک
 زیر دئے اے سے ڈانٹا۔ _____

”جوزف _____ عمران کی غیر موجودگی کا یہ مطلب
 ہرگز نہیں _____ کہ تم اندھا دھند پتے رہو۔ _____
 ایسی صورت میں تمہیں _____ خود پر کنٹرول رکھنا چاہیے۔“
 ”مجھے کنٹرول کا کوئی پردہ نہیں ہے برادر _____
 اگر تم ہم سے ناراض ہے تو ہم اپنے پاس کے پاس چلا
 جائے گا۔ _____؟“

جوزف نشے میں ڈوبے ہوئے بجے میں کہا۔ _____
 اور پھر اٹھ کر باہر کھیل دیا۔ _____
 ”کہاں جا رہے ہو۔ _____؟“
 بلیک زیر دئے پریشان ہو کر کہا۔ _____
 ”تمہیں بتایا ہے ناں _____ کہ ہم اپنے پاس
 کے پاس جاتا ہے۔ _____؟“
 جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ _____
 ”عمران تو گزشتہ دو دن سے لاپتہ ہے۔ _____؟“
 بلیک زیر دئے بتایا۔ _____

” ہم اسے ڈھونڈے گا۔۔۔۔۔ تم فکر مت کرو؟
 جوزف نے کہا۔۔۔۔۔ اور واقعی کمرے سے
 باہر نکل گیا۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے سوچا۔۔۔۔۔
 کہ یہ بالآخر کبھی اس وقت نشے میں ہے۔۔۔۔۔
 نشہ اترے گا۔۔۔۔۔ تو خود ہی واپس آ جائے گا۔
 چنانچہ اس نے جوزف کو روکنے کی کوشش نہیں کی۔
 جوزف دانش منزل سے باہر آیا۔۔۔۔۔
 تو اچانک ہی چار۔۔۔۔۔ غنڈہ صورت آدمی اس
 کی طرف بڑھے۔۔۔۔۔ وہ چاروں طرف سے
 جوزف کی طرف پکے تھے۔۔۔۔۔ لیکن پھر
 جوزف سے چند قدم کے فاصلے پر۔۔۔۔۔ ایک
 غنڈے نے باقی تینوں کو ہاتھ کے اشارے سے آگے
 بڑھنے سے روک دیا۔۔۔۔۔
 ” کیا بات ہے پیڑن۔۔۔۔۔ کیا اس حبشی
 کی چٹنی بنانے کا۔۔۔۔۔ ارادہ ملنوسی کر دیا ہے؟
 ایک غنڈے نے منہ بنا کر کہا۔۔۔۔۔
 ” نہیں۔۔۔۔۔ یہ بات نہیں ہے ڈیر کنگ
 تم دیکھ رہے ہو یہ حبشی نشے میں ہے۔۔۔۔۔
 اگر ہم چاہیں تو آسانی سے۔۔۔۔۔ اسے اپنے ساتھ

میں تمہارا دوست ہوں شاؤلی _____ شاید تم بھول گئے ہو _____ کہ ہم افریقہ کے جنگلات میں اکٹھے شکار کھیلتے رہے ہیں _____؟

پیٹر نے مکاری سے کہا _____ افریقہ کے جنگلات کا نام سن کر جوزف کی _____ رگوں میں دوڑنا ہوا سیاہ فام _____ خون جوش مارنے لگا _____ اس کے نشے میں ڈوبے ہوئے دماغ میں یہ بات نہ سما سکی _____ کہ اس نے افریقہ کے جنگلات میں کبھی بھی _____ شکار نہیں کھیلا تھا _____ جوزف نے بڑی گرم جوشی سے پیٹر کو گلے لگایا _____ اور آنسو بہانے لگا _____

”روست میرے دوست _____ تمہیں تو خوش ہونا چاہیے _____ لیکن پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ تم جا کہاں رہے ہو _____؟“

”میرا بائس لاپتہ ہو گیا ہے دوست _____ بس _____ اسی کو تلاش کرنے نکلا ہوں _____؟“

”تمہارا بائس کون ہے _____؟“

پیٹر نے پوچھا _____

” وہ اس دنیا کی سب سے عجیب ہستی ہے ———
 خوبصورت لڑکیاں اس کا نام سن کر ——— سر د آئیں
 بھرتی ہیں ——— نوجوان اس کی بہاری کے قیدے
 لاپتے ہیں ——— میرا باس علی عمران ہے۔
 دی کنگ عمران ———“

” جوزف نے سینہ تان کر ——— فخریہ بلجے
 میں پیڑن کو ——— عمران کے بارے میں بتایا۔
 اس کا لٹھ مزید تیز ہونے لگا تھا۔
 ” تم اس علی عمران کی بات تو نہیں کر رہے ———
 جو احمق اعظم بھی کہلاتا ہے۔“

پیڑن نے حیرت سے کہا ———
 ” خبردار ——— اس کو احمق اعظم مت کہو۔
 وہ سکندر اعظم سے بھی زیادہ بہادر ہے۔“
 جوزف نے پیڑن کو گھورتے ہوئے ———
 غصیلے بلجے میں کہا ———

” اوتے ——— وہ تو ہمارے پاس موجود ہے
 دراصل چند مجرموں کے ساتھ ——— مقابلے
 میں وہ زخمی ہو گیا تھا ——— ہم نے زخمی حالت
 میں اسے ایک سنان سرک پر پڑا دیکھا ———

چنانچہ ہم اسے اٹھا کر اپنے ساتھ لے گئے۔
اور اس کی مرہم پٹی کر دی۔ اس وقت وہ ہمارے
بٹگلے پر آرام کر رہا ہے۔

پیٹر نے شاندار اداکاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔
”اوہ۔۔۔ کیا تم یہ سمجھ رہے ہو۔۔۔“
جوزف کا نشہ بہن ہو گیا۔

”دو سو فیصد سپرچ۔۔۔ اگر تم چاہو تو ہم تمہیں
اس سے ملوا سکتے ہیں۔“

پیٹر نے مکاری سے مسکراتے ہوئے کہا۔
”اوہ۔۔۔ میں یہ کیوں نہ چاہوں گا۔۔۔ میری
ایک ہزار جانی۔۔۔ اس پر قربان۔۔۔
جلدی چلو۔۔۔“

جوزف نے نیزا اور پر جوشس پہچے میں کہا۔
چنانچہ پیٹر نے اپنے تینوں ساتھیوں کو اشارہ کیا۔
ان میں سے ایک آدمی۔۔۔ دانش نزل
سے قدرے فاصلے پر کھڑی۔۔۔ اپنی جیب
ان کے قریب لے آیا۔۔۔ پیٹر نے جوزف
کو جیب میں بٹھایا۔۔۔ باقی بھی جیب میں
سوار ہو گئے۔۔۔ پیٹر نے اشارہ کیا اور جیب

سڑک پر فراٹے بھرنے لگی۔ ایک موٹر پر
پہنچ کر تینوں غنڈے۔ اتر گئے۔
صرف پیڑن رہ گیا۔ اس نے جیب آگے
بڑھا دی۔ اور ایک تین منزلہ عمارت۔
کے سامنے پہنچ کر جیب روک دی۔ عمارت
کی پیشانی پر ”جبران ہاؤس“ کے الفاظ
جلّی حروف میں لکھے ہوئے نظر آرہے تھے۔
جیب کے مخصوص بارن دینے پر ایک بوڑھے۔
چوکیدار نے گیٹ کھول دیا۔ جیب اندر
داخل ہو گئی۔ وہ سب جیب سے اتر گئے۔
پیڑن نے جوزف کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔
وہ سب جیب سے اترے۔ پیڑن نے
جوزف کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔
وہ برآمدے سے گزر کر ایک چھوٹے سے
کمرے میں آ گئے۔ کمرے میں اندھیرا تھا
پیڑن نے ایک سوئچ بورڈ۔ تلاش
کر کے ایک بٹن آن کیا۔ تو کمرے میں بلب
کی روشنی پھیل گئی۔ جوزف نے دیکھا
اس کے کمرے میں سوائے کپڑوں کی مسماری کے

اور کچھ نہیں تھا ————— پیٹرٹن نے الماری کے دونوں
 پٹ کھول دیئے ————— دوسرے ہی لمحے جوزف
 نے دیکھا کہ الماری کے ————— دوسری طرف زینے
 موجود تھے ————— جو نیچے کو جا رہے تھے —————
 گویا جسے وہ کپڑوں کی الماری سمجھا تھا ————— وہ دراصل
 ایک دروازہ تھا ————— پیٹرٹن نے جوزف کو اشارہ
 کیا ————— اور وہ زینے اترنے لگا —————

پیٹرٹن اس کے پیچھے تھا —————
 زینے اتر کر وہ ایک راہ داری میں آ گئے —————
 پیٹرٹن نے اسے چلتے رہنے کا اشارہ کیا ————— راہ داری
 کے اختتام پر وہ گیند کی طرح گول ————— ایک چھوٹے
 سے کمرے میں داخل ہوئے ————— کمرے کو ہر
 طرح سے آرائش کیا گیا تھا ————— کمرے
 میں ان کے علاوہ اور کوئی ————— ذی روح موجود
 نہ تھا ————— پیٹرٹن نے دیوار پر لگا ہوا ایک
 ٹن دبا یا ————— اور جوزف نے محسوس کیا
 جیسے وہ کمرہ نیچے کی طرف سفر کرنے لگا ہے —————
 ”یہ سب کیا ہے ————— میرا اس کہاں ہے؟“
 جوزف جو بہت دیر سے ————— اس ماحول

کی پراسراریت کو محسوس کر رہا تھا۔۔۔۔۔ آخر
 اس نے بیڑن سے پوچھ ہی لیا۔۔۔۔۔
 ” وہ ابھی تمہاری آنکھوں کے سامنے موجود ہوگا۔۔۔۔۔
 اس صوفے پر بیٹھ کر کچھ دیر انتظار کرو۔۔۔۔۔“
 بیڑن نے سپاٹ لہجے میں کہا۔۔۔۔۔ اور
 جوزف صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد کمرے
 میں گرگر رٹ کی آواز گونجنے لگی۔۔۔۔۔ جوزف
 نے چونک کر دیکھا۔۔۔۔۔ اور پھر حیران ہوئے بغیر
 نہ رہ سکا۔۔۔۔۔ کمرے کی سامنے والی دیوار
 اچانک اوپر اٹھنا۔۔۔۔۔ شروع ہو گئی تھی۔
 دیکھتے ہی دیکھتے دیوار کا سچلا حصہ۔۔۔۔۔ چھت
 سے جا ملا۔۔۔۔۔ دیوار کی جگہ پر اب
 ایک خلا پیدا ہو چکا تھا۔۔۔۔۔ اس خلا سے
 آگے جو کچھ نظر آ رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ جوزف کی عقل کو
 رنگ کرنے کے لئے کافی تھا۔۔۔۔۔
 جوزف نے دیکھا کہ۔۔۔۔۔ حد نگاہ تک
 پانی ہی پانی پھیلا ہوا ہے۔۔۔۔۔ پہلے تو اسے
 ایسا محسوس ہوا۔۔۔۔۔ جیسے وہ کسی سینا لیل
 میں بیٹھا ہوا ہے۔۔۔۔۔ اور پردہ سکرین پر کوئی

سین چل رہا ہے _____ جس میں پانی ہی پانی
 نظر آرہا ہے _____ لیکن جب پیڑن نے
 اسے بتایا _____ کہ یہ کوئی مودی غلم نہیں بلکہ
 حقیقت ہے _____ تو جوزف پر ایک عجیب
 سانحہ طاری ہو گیا _____ جہاں تک اس کی
 نظریں دیکھ سکتی تھیں _____ وہاں تک اُسے
 چہرہ اطراف میں پانی نظر آرہا تھا _____ اور جہاں
 پانی کی سطح ختم ہوتی تھی _____ وہاں سے
 گھورانہ پھیرا شروع ہو جاتا تھا _____ جوزف کو
 محسوس ہوا _____ جیسے وہ کسی ان دیکھی کائنات
 میں پہنچ گیا ہو _____

”کیا سوچ رہے ہو جوزف _____؟“

پیڑن نے مسکراتے ہوئے پوچھا _____
 ”تم _____ تم _____ مجھے میرے پاس
 عمران سے ملوانے کے لئے لائے تھے _____ لیکن
 یہ سب _____ یہ سب کچھ کیا ہے _____؟“
 جوزف نے بوکھلائے ہوئے انداز میں _____
 پیڑن سے کہا _____ اب اس کا تمام نشہ ہرن
 ہو چکا تھا _____ گھبرانے کی ضرورت نہیں _____

جلد ہی عمران سے بھی ملاقات ہو جائے گی۔
 پیٹر نے گویا اسے تسلی دیتے ہوئے
 کہا۔ پھر جوزف کو اچانک
 درپانی کی سطح پر کوئی سفید چیز چمکتی ہوئی نظر آئی
 جوزف نے پیٹر کو اس طرف متوجہ کیا تو
 پیٹر ہنسنے لگا۔

”صبر سے کام لو جوزف۔ ابھی وہ تمہاری
 آنکھوں کے سامنے ہوگا۔“

پیٹر نے سپاٹ ہلچے میں کہا۔ جلد
 ہی وہ چمکتی ہوئی چیز ان کے قریب آگئی۔
 وہ شیشے کا ایک بہت بڑا گنبد نما خول تھا۔
 بالکل اس کمرے کی ساخت کا۔ وہ خول
 پانی کے اندر گھومتا ہوا۔ انہی کی طرف آ
 رہا تھا۔ جب وہ بالکل قریب آگیا تو
 پیٹر نے جوزف کو بازو سے پکڑ کر
 ایک طرف کر دیا۔ شیشہ کا گنبد نما خول
 پانی سے نکلا۔ اور ہوا میں تیرتا ہوا خلاء کے
 راستے کمرے کے اندر آگیا۔ دوسرے ہی
 لمحے دیوار دوبارہ نیچے سرکنا شروع ہو گئی۔ چند

لمحوں بعد وہ دوبارہ اپنی نگہیں موجود تھیں _____ خلاء بند
 ہو چکا تھا _____ جوزف حیرت سے آنکھیں
 پھاڑے شیشے کے اس گیند نما خول کو _____ دیکھے
 جا رہا تھا _____ جو پانی کے اندر تیرتا ہوا _____
 اس کمرے میں داخل ہوا _____ اور اس نے کمرے
 کی ادھی سے زیادہ جگہ گھیر لی تھی _____ اچانک
 شیشے کے اس گیند نما خول میں _____ دراڑ پیدا
 ہوئی _____ آہستہ آہستہ یہ دراڑ _____
 بڑی ہوتی چلی گئی _____ پھر اس میں سے ایک _____
 آدمی نمودار ہوا _____ جس کے منہ میں سگار دبا ہوا
 تھا _____ اس آدمی کو دیکھ کر جوزف حیرت سے
 اچھل پڑا _____ وہ عمران تھا _____ !



شیشے کے اس گنبد نما خول میں ایک اور
ہستی موجود تھی۔

وہ ریوا لونگ چیمبر پر دراز تھی۔ اور اس
کی پشت عمران کی طرف تھی۔ خول کے اندر
مختلف قسم کے سائنسی آلات نصب تھے۔
عمران نے اس سے قبل روئے زمین پر۔ ایسی
کوئی چیز نہیں دیکھی تھی۔

”تم کون ہو؟“

عمران نے ریوا لونگ چیمبر پر دراز ہستی سے پوچھا
ریوا لونگ چیمبر گھومی۔ اور اس ہستی کا چہرہ
عمران کے سامنے آگیا۔ انتہائی موٹا چہرہ
جو مونچھوں سے بے نیاز تھا۔ مہورے
رنگ کی چہرے کا نسبت۔ انتہائی چھوٹی

آنکھوں پر سبز خیشوں والا چشمہ جما ہوا تھا _____
 اس نے انتہائی سیاد ہونٹوں میں _____ ایک
 سکارو بارکھا تھا _____ پیشانی کی شکنیں بتاتی تھیں
 کہ وہ غیر معمولی ذہانت کا مالک ہے _____
 ”تم نے اپنا تعارف نہیں کروایا _____؟“
 کافی دیر گزرنے کے بعد _____ عمران نے
 بغور اس کا جائزہ لیتے ہوئے پوچھا _____
 ”خاکسار کو خاقان ربانی کہتے ہیں _____؟“
 اس کا آواز بہت باریک تھی _____ جس
 میں پھرے کی طرح کسی قسم کی دہشت _____
 شامل نہیں تھی _____
 ”اوہ _____ تو تم ڈاکٹر ٹیکل کے اسٹنٹ
 ہو _____؟“
 عمران نے چونک کر کہا _____
 ”آپ نے ٹھیک ہی اندازہ لگایا ہے _____؟“
 میں سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو ہوں اور
 اسی ایمرٹی پلانٹ _____؟
 ”میں جانتا ہوں _____؟“
 خاقان ربانی نے عمران کی بات کاٹ دی _____۔

طاقتوں کو خرید رہا ہے۔۔۔۔۔؟

خاقان ربانی نے سگار کا ایک۔۔۔۔۔ طویل
کش لیتے ہوئے۔۔۔۔۔ فخر یہ انداز میں کہا۔
”تم جانتے ہو یہ ایٹمی پلانٹ۔۔۔۔۔ ہمارے
ملک کی سالمیت کے لئے۔۔۔۔۔ کس قدر
اہمیت رکھتا ہے۔۔۔۔۔؟“

عمران کا لہجہ بدستور غراہٹ آمیز تھا۔۔۔۔۔
”میں جانتا ہوں۔۔۔۔۔ یہ ایٹمی پلانٹ میرے
اور ڈاکٹر شکیل کے دماغ ہی کی۔۔۔۔۔ پیداوار
ہے۔۔۔۔۔ چاہیں تو اسے تباہ کر دیں۔ اور
چاہیں تو اسے مزید پاورفل بنا کر۔۔۔۔۔ پاکیشیا
کو سپر پاور بنادیں۔۔۔۔۔؟“

”تمہاری منفی سوچ یہ ظاہر کرتی ہے۔۔۔۔۔
کہ ڈاکٹر شکیل خان کی۔۔۔۔۔ گمشدگی میں بھی تمہارا
ہی ہاتھ ہے۔۔۔۔۔؟“

عمران نے اسے بری طرح گھورتے ہوئے کہا۔
”ہاتھ ہی نہیں۔۔۔۔۔ بلکہ میں نے اپنے اپنی
ہاتھوں سے ڈاکٹر شکیل کو اغواء کر کے۔۔۔۔۔
کسی اور جگہ پہنچا دیا ہے۔۔۔۔۔ اور پریس

” آپ ڈاکٹر شکیل خان کے سراغ کے سلسلے میں
 اس ایٹمی پلانٹ کا جائزہ لینا چاہتے ہیں —
 لیکن مسٹر ایکسٹو مجھے یہ بات ناپسند ہے —؟
 خاقان ربانی کا بھجہ غراہٹ اُمیر تھا —
 ” ناپسندیدگی کی وجہ —؟
 عمران کے بھجہ میں بھی ناگواری شامل تھی —
 ” کیمیکل ہال میں روبوٹ کا آپ پر حملہ —
 اسی ناپسندیدگی کی وجہ سے ہوا —؟
 خاقان ربانی نے عجیب انداز میں مسکراتے
 ہوئے کہا —
 ” تو گوئیاروبوٹ کی شکل میں — وہ حملہ
 تم نے مجھ پر کیا تھا —؟
 عمران کا چہرہ سرخ غصے سے سرخ ہو گیا —
 ” ہاں — کیونکہ تمام روبوٹس کارمیوٹ
 کنٹرول سسٹم میرے ہاتھوں میں ہے —؟
 ” میں اس غذا کی وجہ جانا چاہتا ہوں —
 کیا تم کسی غیر ملکی طاقت کے ہاتھوں بک چکے ہو؟
 عمران نے غصیلے لہجے میں کہا —
 ” نہیں — بلکہ میں نے دنیا کی تین بڑی

دلوں کو ڈاکٹر شکیل کی گمشدگی کی اطلاع بھی میں نے ہی
دی تھی _____؟

خاتون ربانی نے عمران سے کچھ بھی چھپانے کی کوشش
نہیں کی تھی _____ شاید وہ یہ سوچ رہا تھا کہ
چونکہ _____ عمران اس وقت اس کے _____
رحم و کرم پر ہے _____ اس لئے اس کا کچھ بھی

نہیں بگاڑ سکے گا _____
”خاتون ربانی _____ بے شک تم ایک لالچی
سائنس دان ہو _____ لیکن یہ یاد رکھو کہ میرا
نام بھی ایک ٹو ہے _____ اور میرے
ہوتے ہوئے _____ تم اس ملک کو کوئی نقصان
نہیں پہنچا سکتے _____؟“

عمران کے بلجے میں _____ بچہ
ہوئے بھیڑیے کی غراہٹ تھی _____
”تم میرا کیا بگاڑ لو گے _____؟“

خاتون ربانی طنز پر انداز میں ہنسا _____
”میں تمہارا خون پی جاؤں گا _____؟“

عمران نے غصے سے کھولتے ہوئے بلجے میں کہا ۔
”بہت خوب _____ لیکن تم شاید یہ بھول

رہے ہو کہ اس وقت تم سطح زمین سے بہت نیچے پانی
 کے اندر موجود ہو۔ اور یہاں سے واپس
 اپنی دنیا میں جانے کے لئے تمہیں میری ضرورت ہے؟
 ” یہ تمہاری بھول ہے۔ میں تمہیں بتا
 دوں گا کہ ایک ٹوکس بلا کا نام ہے۔“

عمران نے ترکی بہ ترکی جواب
 دیتے ہوئے کہا۔ اور اسی لمحے حبیب خاتون
 ربانی سگارا ایش ٹرے میں مسلنے کے لئے
 جھکا۔ عمران نے لپک کر دونوں ہاتھوں
 سے اس کی۔ گردن دبوچ لی۔

چونکہ وہ ایٹمی پلانٹ کی حدود سے باہر
 آچکا تھا۔ اس لئے اس کی جسمانی قوت
 بحال ہو چکی تھی۔ عمران نے اس کی گردن
 پر اپنا پورا زور صرف کر دیا۔ خاتون ربانی
 کی آنکھیں حلقوں سے باہر۔ ابل پڑیں
 اور زبان منہ سے باہر لپٹا نے لگی۔ اس
 کی سانسیں۔ سینے میں اٹکنے لگیں۔
 اس کی گردن پر عمران کے پنجوں کی قوت بڑھتی چلی
 جا رہی تھی۔

خاقان ربانی کے پاؤں کا انگوٹھا رینگتا ہوا دیوار کے
 ساتھ لگے ہوئے ————— ایک چھوٹے سے
 بٹن کی طرف بڑھ رہا تھا ————— اور عمران اس
 حرکت سے بے نیاز تھا ————— جو نہی ربانی
 کا انگوٹھا ————— بٹن سے ٹکرایا اس نے پوری
 قوت صرف کر کے بٹن دبا دیا ————— کمرے میں
 سرخ رنگ کی روشنی کا ایک ————— زبردست
 جھماکا ہوا ————— عمران اچھل کر کمرے کی دیوار سے
 ٹکرایا ————— اس کے منہ سے نکلنے والی دلدوز چیخ سے
 پورا کمرہ تھرا اٹھا تھا ————— عمران کی آنکھوں سے
 برسی طرح پانی بہنے لگا تھا ————— جسم کے تمام
 اعضاء بھر ڈھیلے پڑ گئے تھے ————— اُسے
 ایسا محسوس ہوا تھا ————— جیسے بجلی کا زبردست
 کرنٹ لگا ہو —————

چند لمحے تک عمران بے سدھ سا پڑا رہا۔ اور
 لمبے لمبے سانس لیتا رہا ————— پھر اس نے اٹھنے
 کی کوشش کی ————— تو لڑکھڑاکہ دوبارہ فرش
 پر ڈھیر ہو گیا ————— اسے محسوس ہوا جیسے
 اس کا تمام جسم مغفوج ہو چکا ہے ————— خاقان

ربانی اس کی حالت دیکھ کر قہقہے لگانے لگا۔

”میں تمہیں مزید کوئی تکلیف نہیں دوں گا۔

ممكن ہے تم کبھی میرے کام آ جاؤ۔“

خاقان ربانی نے کہا۔ اس اثنا میں شیشے

کے خول میں ٹوٹ ٹوٹ کی آوازیں۔ ابھرنے

لگیں۔ خاقان ربانی جلدی سے

ایک مشین پر چبک گیا۔ اس نے مشین کا

ایک بٹن آن کر دیا۔ مشین پر لگا ہوا ایک

چھوٹا سا سرخ بلب جو ٹوٹ ٹوٹ کی

آواز کے ساتھ اسپارک کر رہا تھا۔ بجھ گیا۔

اور ٹوٹ ٹوٹ کی آواز کی جگہ۔ ایک انسانی

آواز سنائی دینے لگی۔

”خاقان ربانی۔ اسٹڈنگ فرام دس اینڈ

ادور۔“

اس نے چھوٹے سے مائیک میں کہا۔

”مسٹر خاقان۔ چیف باس۔

کاننگ یو۔ رپورٹ پلیز۔“

دوسری طرف سے ایک۔ بھاری بھرکم

آواز سنائی دی۔

”باس ————— پاکستانی سیکرٹ سروس کا چیف
 باس ایکسٹو ڈاکٹر شکیل خان کی ————— گمشدگی
 کے سلسلے میں ایچی پلانٹ ————— کا جائزہ
 لینے کے لئے یہاں آ پہنچا تھا ————— لیکن میں
 نے اس پر قابو پا لیا ہے باس —————“
 خاقان ربانی نے غریبہ لہجے میں کہا —————
 ”کیا تمہیں یقین ہے ————— کہ وہ ایکسٹو
 ہی ہے —————؟“

دوسری طرف سے حیرت زدہ لہجے میں پوچھا گیا ۔
 ”وہ ایکسٹو کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے باس ۔
 اس نے خود کہا ہے ————— کہ وہ ایکسٹو ہے؟“
 خاقان ربانی نے فرشتے پر ————— پڑے
 ہوئے ————— عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔
 ”تم نہیں جانتے ————— ایکسٹو ایسے کام کبھی خود
 نہیں کرتا ————— وہ ایکسٹو کے روپ میں کوئی
 اور ہوگا ————— ایکسٹو کو آج تک کسی نے
 نہیں دیکھا ————— بہر حال ————— وہ جو کوئی
 بھی ہے ————— اسے قید میں ڈال دو —————
 اور فوری طور پر جہان باؤس میں پہنچ جاؤ —————

لیکن ٹھہرو ————— وہ آدمی کہیں علی عمران

تو نہیں ہے —————؟

باس نے اچانک ہی خاتون ربانی سے کہا —————

مجھے معلوم نہیں ہے باس ————— وہ سیاہ

نقاب میں ہے —————؟

خاتون ربانی عمران کی طرف ————— گھورتا ہوا

بولا ————— تو پھر جلدی سے اس کا چہرہ

دیکھ کر مجھے آگاہ کرو —————؟

دوسری طرف سے باس کی —————

پریشان کن آواز سنائی دی —————

خاتون ربانی نے اس کے کہہ کر ————— مائیک

مشین پر رکھ دیا ————— اور عمران پر جھک گیا۔

اس نے عمران کے سر سے ہلمٹ اتار دیا —————

ابھی وہ اس کا سیاہ نقاب اتارنا ہی چاہتا تھا —————

کہ عمران بول پڑا —————

رہنے دو ————— میں عمران ہی ہوں —————؟

لیکن خاتون ربانی نے نقاب نوح ہی لیا —————

عمران کی اصلی شکل دیکھ کر ————— اس کے چہرے

پر حیرت کی پرچھائیاں بھرانے لگیں ————— وہ اٹھا

اور واپس مائیک پر آکر بولا ۔

”باس _____ وہ خطرناک آدمی علی عمران

ہی ہے _____“

”بہت خوب _____ پاکیشیا کا ایک خطرناک

مہرہ ہمارے ہاتھوں میں آگیا ہے مسٹر خاتمان _____

اسے ہاتھوں سے نکلنا نہیں چاہیے _____ ہمارے

پلان میں اس خطرناک مہرے کو _____ قابو کرنا

بھی شامل تھا _____ بس یوں سمجھو _____

کہ اب ہم پاکیشیا سے _____ کامیاب و

کامران واپس لوٹیں گے _____ دیوار نکلی

میں مسٹر ربانی _____“

باس خوشی سے دیوانہ ہو کر بولا ۔

”تھینک یوسر _____ اب میرے لئے کیا

حکم ہے _____“

”عمران کو قید کردے _____ جبران یاد میں

پرہیز جاؤ _____ دلوں پر شیفیلڈ سے ہتھیں کچھ

ہدایات ملیں گی _____ فی الحال ان پر عمل کرو

دو دن بعد ہم _____ پاکیشیا پر ایک قیامت

توڑنے والے ہیں _____“

وہ آل راسٹ باس _____؟
 خاقان ربانی نے مؤدب بےجے میں کہا _____ اور
 سلسلہ منقطع ہو گیا _____ خاقان ربانی نے ایک
 مشین پر لگے ہوئے _____ کچھ ہٹن دبا ئے _____
 شیشے کے خول کی چھت میں ایک _____ شگاف
 پیدا ہوا _____ اور اس شگاف کے راستے ایک
 نفٹ نیچے اتر آئی _____ یہ وہی نفٹ تھی جس
 کے ذریعے _____ عمران یہاں تک پہنچا تھا _____
 خاقان ربانی نے عمران کو _____ اٹھا کر نفٹ
 میں ڈال دیا _____ اور خود بھی نفٹ میں داخل
 ہو گیا _____ نفٹ کا دروازہ بند ہو گیا اور وہ
 تیزی سے اوپر اٹھنے لگی _____ عمران کا جسم
 ابھی تک جسمانی قوت سے _____ محروم تھا
 اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا _____ اس کے وجود
 کے اندر برف بھر دی گئی ہو _____ وہ سانس
 لیتا تو اس کے منہ سے یخ بستہ ہوا _____ خارج
 ہونے لگی _____ وہ بے بسی کے عالم میں پڑا
 ہوا تھا _____ لیکن اس کا دماغ سلسلہ گردش
 کر رہا تھا _____ عمران کے جسم پر جو نقا بہت

طاری تھی _____ وہ ایٹمی پلانٹ کے اندر گردش
 کرتی ہوتی _____ مخصوص گیس کی وجہ سے
 تھی _____ ورنہ کیمیکل ہال کی طرح _____
 شیشے کے گول ہال میں بھی _____ عمران کے اعصاب
 اعتدال پر آ گئے تھے _____ لیکن اب پھر
 وہ خود کو مکمل سے بس محسوس کر رہا تھا _____
 چند منٹوں کے سفر کے بعد لفٹ رُک گئی _____
 دروازہ کھلا _____ اور خاقان ربانی _____
 عمران کو اٹھا کر _____ لفٹ سے باہر نکل آیا۔
 مختلف راہداریوں سے گزرتے ہوئے _____
 وہ لوہے کے ایک بہت بڑے _____ جنگل
 کے سامنے پہنچ گئے _____ نہ جانتے اس
 نے کیا عمل کیا تھا _____ کہ لوہے کا جنگل ایک
 تخت ایک طرف برک گیا _____ خاقان
 ربانی اندر داخل ہو گیا _____ یہ گھوڑے کے
 اصطل سے مشابہہ _____ ایک چھوٹا سا قید خانہ
 تھا _____ جہاں روشنی کا کوئی نام و نشان

خاتان ربانی کو کبڑا ہو کر اندر داخل ہوتا پڑا تھا۔
 عجیب سی بدبو پورے قید خانے میں
 پھیلی ہوئی تھی۔ خاتان ربانی نے
 عمران کو قید خانے کے فرش پر ڈال
 دیا۔ اور پھر باہر نکل آیا۔
 بوسے کا جنگلہ خود بخود بند ہو گیا۔

خاتان ربانی کے چلے جانے کے بعد
 عمران اپنے جسم کو ہلانے جلانے کی
 کوشش کرنے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ
 اس طرح اس کی جسمانی قوت بحال
 ہو جائے گی۔ لیکن وہ اپنے جسم کو ہلانے
 جلانے میں ناکام رہا۔ ویسے بھی اگر اس
 سرخ روشنی کا اثر ختم ہو جاتا۔ جو شیشے
 کے خول میں اس پر گری سکتی۔ تو بھی اب وہ
 اپنے جسم کو ہلا جلا نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ اب
 وہ ایٹمی پلانٹ کے اندر۔ اچکا نڈا۔
 اور ظاہر ہے ایٹمی پلانٹ کے اندر۔ گردش
 کرتی ہوئی۔ تابکاری لہریں اس قدر
 مہلک تھیں۔ کہ وہ زمین سے ایک تشکا

بھی نہیں اٹھا سکتا تھا ۔

عمران بے چینی سے اس بات پر غور کر رہا تھا
 کہ اس بھیانک قید سے _____ کس طرح چٹکارا
 کر پائے _____ خاقان ربانی کے چیف باس
 کی اس بات نے اُسے _____ پریشانی میں
 مبتلا کر دیا تھا _____ کہ وہ بہت جلد پاکیشیا
 پر قیامت توڑنے والا ہے _____ عمران
 کے دل میں ہول سے اٹھنے لگے تھے _____ وہ
 اپنے پاک وطن کی تباہی کسی طرح _____ قبول
 نہیں کر سکتا تھا _____ لیکن اس بے بسی کے
 عالم میں وہ کچھ کرنے کے _____ قابل بھی تو
 نہیں تھا _____

اچانک عمران کو اپنے قریب آہٹ سنائی دی ۔
 عمران نے چونک کر اس کی طرف دیکھا _____ لیکن
 اندھیرے کی وجہ سے اُسے _____ کچھ نظر نہ آیا ۔
 عمران دیدے پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا _____ بالآخر
 اس نے محسوس کر لیا _____ کہ اس کے
 قریب ہی کوئی اور _____ ذی روح بھی موجود
 ہے _____ لیکن وہ کون ہے _____ یہ

عمران کو معلوم نہ ہو سکا ۔

” تم کون ہو ۔ ”

عمران نے نظر نہ آنے والے وجود سے دریافت کیا۔

” تـم تـم تـم تـم کون ہو؟ ”

یہ آواز کسی عورت کی تھی ۔ جو بہت ہی

گھبراتی ہوئی ۔ اور خوفزدہ محسوس ہو رہی تھی

عمران نے محسوس کیا کہ ۔ دیر تک روتے

رہنے کی وجہ سے اس کا گلہ ۔ خشک ہو گیا ہے۔

” اگر تم یہاں پر قیدی ہو تو ۔ پھر مجھے بھی

اپنی طرح ایک قیدی ہی سمجھو ۔ ”

تمہارا سہمہ رڈ ثابت ہو سکتا ہوں ۔ ”

عمران نے اس کا خوف ۔ دور کرنے

کے لئے تسلی آمیز لہجے میں کہا ۔

” لیکن تم یہاں تک پہنچے کیسے ہو ۔ ”

عورت نے اپنے آپ پر قابو پا کر اس سے پوچھا۔

” میں سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہوں ۔ ”

اور صدر مملکت کی خصوصی ۔ اجازت سے

میں یہاں آیا تھا ۔ ”

دراصل ڈاکٹر خشکیل خان

کے اعواء کے سلسلے میں ۔ کسی بھٹوس

نشاندہی کی تلاش میں مجھے یہاں آنا پڑا _____
 یہاں آکر مجھے معلوم ہوا کہ _____ ڈاکٹر تشکیل کا
 اسسٹنٹ خاتون ربانی غدار ہو چکا ہے _____ اور
 یہ سارا کیا دھرا اسی ملعون کا ہے _____
 ” میں ڈاکٹر تشکیل کی بیوی ہوں _____؟
 اس نے کہا اور عمران چونک پڑا _____ عورت

مزید بولی _____
 خاتون ربانی نے ڈاکٹر تشکیل خان کو اغوا _____
 کروانے کے بعد ایٹمی پلانٹ میں _____ کام
 کرنے والے تمام کارکنوں کو بھی _____ ٹھکانے
 لگوادیا _____ اور مجھے یہاں قید کر دیا گیا _____
 کیونکہ میں اس کے تمام _____ جرائم کی چشم
 دید گواہ ہوں _____؟
 ” کیا آپ اس قید خانے سے نکلنے کی کوئی ترکیب جانتی
 ہیں _____؟“

عمران نے پوچھا _____
 ” ہاں _____ مجھے میرے شوہر نے اس ایٹمی پلانٹ
 کے بارے میں چند باتیں بتا رکھی ہیں _____ اس
 قید خانے کا ایک چور راستہ _____ بھی ہے

جو میری رہائش گاہ تک جاتا ہے ————— لیکن اس
 چور راستے کا جو دروازہ ہے ————— وہ درمبوٹ
 کنٹرول سے ————— اور اسے کھولنے کے لئے
 مخصوص قسم کی آواز کے میکنزم کی ضرورت ہے —————
 لیکن میری آواز اس قدر بیٹھ چکی ہے ————— کہ
 میرے لئے وہ مخصوص آواز نکالنا ممکن نہیں رہا —————
 مسز شکیل نے عمران کو بتایا —————

”اس آواز کی ساخت کیسی ہے —————؟“
 عمران نے جلدی سے پوچھا —————
 ”آواز ایسی ہے جیسے کوئل کوک رہی ہو —————؟“
 مسز شکیل نے بتایا —————
 ”پھر دیکھئے ————— ابھی قید خانے میں کوئل کوک کے
 گئی —————“

عمران نے خوش ہو کر کہا ————— پھر اسی نے منہ
 سے کوئل کے کوکنے کی آواز نکالی ————— لیکن نتیجہ
 صفر رہا ————— کیونکہ کسی قسم کے دروازہ کھلنے کے
 آثار پیدا نہیں ہوئے تھے —————
 ”یہ تو کچھ نہ ہوا مسز شکیل —————؟“
 عمران نے تشویش ظاہر کی —————

” آواز کو محوڑا سا باریک اور لمبا کرو۔۔۔۔۔۔
 مسز تکیل نے کہا۔۔۔۔۔۔ چنانچہ عمران نے ان
 کی ہدایت پر عمل کیا۔۔۔۔۔۔ قید خانے میں زبردست
 گڑ گڑا ہٹ پیدا ہوئی۔۔۔۔۔۔ اور ساتھ ہی
 روشنی بھی پھیل گئی۔۔۔۔۔۔ یہ روشنی قید خانے
 کی عقبی دیوار میں ایک بڑا سا شگاف پیدا ہونے کی وجہ
 سے پیدا ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔
 ” وہ مارا۔۔۔۔۔۔؟ مسز تکیل خوشی سے چلاتی۔
 ” اب ہم یہاں سے فرار ہو سکتے ہیں۔۔۔۔۔۔“
 وہ اٹھ کر شگاف کی طرف پکیں۔۔۔۔۔۔ شگاف
 کے قریب پہنچ کر وہ رک گئیں۔۔۔۔۔۔ انہوں
 نے مڑ کر دیکھا۔۔۔۔۔۔ عمران اپنی جگہ پر ساکت و
 صامت پڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔
 ” کیا تم فرار ہونے کا ارادہ نہیں رکھتے۔۔۔۔۔۔؟“
 مسز تکیل نے حیرانگی سے کہا۔۔۔۔۔۔ روشنی میں
 عمران نے ان کا سراپا دیکھا۔۔۔۔۔۔ وہ تیس سال کی
 ایک صحت مند اور خوبصورت عورت تھی۔۔۔۔۔۔
 ” میں اس نیک ارادے سے کیسے باز رہ سکتا ہوں۔۔۔۔۔۔
 لیکن فرار ہونے کے لئے مجھے آپ کے سہارے

نے عمران سے کہا _____
 ” ویسی ہی آواز نکالنے سے دیوار میں شگاف پیدا ہو جائے گا _____ اور ہم اپنی رہائش گاہ میں داخل ہو جائیں گے _____؟“

عمران نے منہ سے وہی آواز نکالی _____ لیکن دیوار میں شگاف پیدا نہ ہو سکا _____ عمران نے بار بار کوشش کی _____ لیکن ناکام رہا _____ مسٹر شکیل پریشان ہو چکی تھی _____
 ” اب کیا جائے _____ اس دیوار میں تو شگاف پیدا ہونے کا نام ہی نہیں لیتا _____؟“

عمران نے کہا _____
 ” اس کے سوا اور کیا چارہ ہے _____ کمر سم واپس چلیں اور قید خانے میں بیٹھ کر _____ کوئی اور ترکیب سوچیں _____ اس سرنگ میں تو ہمارا دم گھٹنے لگا ہے _____؟“
 ” تو پھر چلیں _____؟“

عمران نے کہا _____ وہ واپس قید خانے کی طرف چل پڑے _____ قید خانے کی دیوار کے پاس آکر عمران کے منہ سے وہی کوئل کے کوکنے کی آواز

نکالی لیکن ادھر بھی وہی حال ہوا _____ دیوار میں
 شگاف پیدا نہ ہو سکا _____ عمران نے کوئی
 درجن بھر کوششیں کیں کہ منہ سے آواز ٹھیک نکلے -
 لیکن وہ بری طرح ناکام ہو گیا _____ باوجود اس
 کے کہ وہ ٹھیک آواز نکالتا تھا _____ پھر بھی
 دیوار میں شگاف پیدا نہ ہوا _____
 سڑنگ میں بے انتہا گھٹن تھی _____ اور
 انہیں اپنے سانس رکتے ہوئے محسوس ہونے لگے۔



ایک سو ط کی ہدایات کے مطابق صفدر نے نعمانی، صدیقی اور چوہان کو فوراً

اپنے فلیٹ پر طلب کر لیا۔ اُدھر اس نے کیپٹن فیاض سے کہہ دیا کہ وہ اس فلیٹ پر ہی اسپیشل اسکوڈ بھیج دے تاکہ وہ کارروائی شروع کر سکے۔ کیپٹن فیاض نے عمران کے متعلق دریافت کیا۔ تو صفدر نے لاعلمی کا اظہار کیا۔

فقوڑی دیر میں نعمانی، صدیقی اور چوہان، صفدر کے فلیٹ پر پہنچ گئے تھے۔ صفدر نے انہیں کیس کے متعلق اچھی طرح سمجھایا۔ جلد ہی انٹیلی جنس کی اسپیشل اسکوڈ کا دستہ بھی صفدر کے پاس پہنچ گیا۔ یہ دستہ چوبیس فوجیوں

پر مشتمل تھا۔۔۔۔۔ وہ سب جدید اسلحے سے لیس
تھے۔۔۔۔۔ جس فوجی ٹرک میں سوار ہو کر وہ آئے
تھے۔۔۔۔۔ وہ بھی بم پروف اور بلب پروف
تھا۔۔۔۔۔ صدر نے گیراج سے اپنی موٹر
سائیکل نکالی۔۔۔۔۔ باقی تینوں ممبران بھی موٹر سائیکل
پر ہی آئے تھے۔۔۔۔۔

وہ شہر کی مشتبہ جگہوں کی تلاشی کے لئے
روانہ ہوئے۔۔۔۔۔ ادھر جولیا نے فٹرواٹر بھی
تویر، کیپٹن فیرونہ۔۔۔۔۔ اور اسپیشل سکواڈ کے
ایک دستے کے ساتھ شہر کی سڑکوں پر دندناتی پھر رہی
تھی۔۔۔۔۔ ایک جگہ پر جولیا کو ایک جیب
نظر آئی۔۔۔۔۔ اس جیب کو دیکھ کر وہ بے
ساختہ چونکا اٹھی تھی۔۔۔۔۔ کیونکہ اسے
جیب میں عمران کا۔۔۔۔۔ نیگرو باڈی گارڈ جوزف
بیٹھا ہوا نظر آ گیا تھا۔۔۔۔۔ دیگر تین آدمی غیر
ملکی تو نہیں لگتے تھے۔۔۔۔۔ لیکن پھر بھی ان
پر غیر ملکی ہونے کا۔۔۔۔۔ شبہ کیا جاسکتا
تھا۔۔۔۔۔

جولیا نے اپنی گاڑی موڑی۔۔۔۔۔ اور جیب

تنویر نے اسے گھورتے ہوئے کہا — — میں
 اپنی ذمہ داری نبھانا — — خوب جانتی ہوں ؟
 جو لیانے بھی اسے گھورا — — پھر وہ اسپیشل
 اسکو اڑکی عمارت کو — — چاروں طرف سے
 گھیرنے کی ہدایت کرنے لگی — — جب عمارت
 کو چاروں طرف سے — — گھیرا گیا تو جو لیا
 نے تنویر کو اشارہ کیا — — اس نے آگے
 بڑھ کر عمارت کے میں گیٹ پر لگی ہوئی — — کال
 بیل بجا ڈالی — — جو لیا اور کیپٹن فیروز نے
 رائفلیں — — منہمال لی تھیں — — جلد ہی
 عمارت کے بڑے گیٹ — — میں بنا ہوا
 ایک چھوٹا گیٹ کھلا — — اور بوڑھے چوکیدار
 کا چہرہ نمودار ہوا — —
 ” فرمائیے جناب — — کیا بات ہے ؟ “
 اس نے تنویر کو دیکھتے ہوئے پوچھا — —
 ” ہمارا تعلق سی آئی اے سے ہے — —
 اور ہم اس عمارت کی تلاشی لینا چاہتے ہیں — — ؟ “
 تنویر نے سخت ہلچے میں کہا — — اور

” یہاں تو کچھ نہیں ہے صاحب ———“

بوڑھا خوفزدہ ہلچے میں بولا ———

” ہم نے جو کہا ہے ——— اس پر عمل کریں گے ——— اگر تمہارا کوئی بڑا صاحب اندر موجود

ہے تو اسے باہر بھیجو ——— ورنہ ہم زبردستی بھی اندر داخل ہو سکتے ہیں ———“

تئویر نے اسی مرتبہ غصیلے ہلچے میں کہا ———
” ناراض نہ ہوں صاحب ——— میں بڑے

بابو جی کو بھیجتا ہوں ———“

یہ کہہ کر بوڑھا اندر چلا گیا ——— جو لیا او کیپٹن

فیروز نے پوزیشن لے لی تھی ——— تاکہ

اگر اندر سے حملہ کی کوشش کی جائے ——— تو اس

کا بھرپور جواب دیا جاسکے ——— پیشیل سکواڈ

واسے بھی بالکل چاق و چوبند حالت میں ———

پوزیشن سنبھالے ہوئے تھے ——— چند منٹ

بعد ایک ادھیڑ عمر کا گنجا آدمی ——— گیٹ میں

نمودار ہوا ——— اس نے بہترین تھری پیس

سوٹ پہن رکھا تھا ——— اس کی وضع قطع سے

اندازہ ہوتا تھا ——— کہ وہ کوئی معمولی آدمی نہیں

ہے۔ وہ بولا۔

”مجھے فیضان طلحہ کہتے ہیں۔۔۔۔۔۔ فرمائیے کیا حکم ہے۔۔۔۔۔۔“

اس نے تنویر سے لڑتے ملاتے ہوئے پوچھا۔

”ہم کسی آئی اے سے تعلق رکھتے ہیں۔۔۔۔۔۔

اور آپ کی عمارت کے اندر کی۔۔۔۔۔۔ تلاشی

لینا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔۔ یہیں تک ہے۔۔۔۔۔۔

کہ کسی آدمی کو اغوار کر کے۔۔۔۔۔۔ یہاں لایا گیا ہے؟

تنویر نے سپاٹ لیچے میں کہا۔۔۔۔۔۔

”کیا آپ کے پاس۔۔۔۔۔۔ تلاشی کے

وارنٹ موجود ہیں۔۔۔۔۔۔“

فیضان طلحہ کے لیچے میں تلخی شامل تھی۔۔۔۔۔۔

جواب میں تنویر نے جیب سے اپنا۔۔۔۔۔۔ کلرڈ

نکال کر اسے دکھایا۔۔۔۔۔۔

”کیا اب بھی وارنٹ کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔۔؟“

”ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔ آپ تلاشی لے سکتے

ہیں۔۔۔۔۔۔ لیکن آپ یہاں سے کسی اغوار شدہ

آدمی کو برآمد نہ کر سکیں گے۔۔۔۔۔۔ یہ عمارت

پاکستانی وزیر دفاع کی ملکیت ہے۔۔۔۔۔۔

یہاں پر کسی قسم کا غیر قانونی کام نہیں کیا جاتا۔
فیضان طلحہ نے بارعب بھیجے ہیں کہا۔
تھویر نے خاموشی سے جو لیا کو اشارہ کیا۔
اور وہ کمیٹن فیروز کو ساتھ لے کر۔ آگے بڑھی۔
وہ فیضان طلحہ کی رہنمائی میں عمارت کے اندر۔
داخل ہو گئے۔ گیراج میں جو لیا نے وہ جیب
دیکھ لی۔ جس پر اسے جوزف بیٹھا ہوا نظر آیا تھا
فیضان طلحہ انہیں۔ عمارت کی ایک ایک جگہ
کی تلاشی دینے لگا۔ وہ اس کمرے
میں بھی آئے۔ جس میں الماری موجود تھی۔
جو لیا نے کپڑوں کی۔ اس الماری کو کھول
کر دیکھا تھا۔ لیکن اس کے دوسری طرف
ہارڈ بورڈ لگا ہوا صاف نظر آرہا تھا۔ جو لیا نے
اسے ٹھونک کر بھی دیکھا۔ لیکن کسی قسم کا شک
پیدا نہ ہوا۔ وہ واپس مڑ گئی۔ وہ اس
بات پر شدید حیران تھی۔ کہ آخر جوزف
کہاں چلا گیا ہے۔ حالانکہ اس نے اپنی
آنکھوں سے اسے عمارت میں۔ داخل
ہوتے دیکھا تھا۔ عمارت کے اندر کوئی

ان کے لمحوں میں جدید ترین ساخت کی ٹامی گئیں موجود
 بھینس ————— سیاہ نقاب سے جھانکتی ہوئی ان
 کی آنکھیں انگارے برسا رہی تھیں —————۔

” یہ کون ہیں —————؟“
 جولیا نے حیرت زدہ ہلچے میں پوچھا —————۔
 ” آپ کے خدمت گار —————؟“

فیضان طلحہ شیطانی انداز میں تہقہہ لگا کر بولا —————۔
 ” یہ آپ کی خدمت میں ————— ٹامی گن
 کی پیاری پیاری ————— ننھی منی سی —————

خوبصورت گولیاں پیش کریں گے —————؟“
 ” تمہارا یہ اقدام ظاہر کرتا ہے ————— کہ میں غلط
 جگہ نہیں پہنچی ————— جوزف کو اغواء کر کے
 لانے والے یقیناً تم ہی ہو —————؟“

جولیا غصے سے دانت کچکچاتی ہوئی بولی —————۔
 ” تم ذہین ضرور ہو ————— لیکن ساتھ ہی ساتھ
 بے وقوف بھی ————— جوزف کو یقیناً ہم نے

ہی اغواء کیا ہے ————— اور اس وقت وہ زمین
 کی انتہا گہرائیوں میں موجود ہے ————— اتنا نیچے
 کہ تمہارے خواب و خیال میں بھی نہیں ہوگا —————

لیکن فکر نہ کرو ————— ہم تمہیں بھی وہیں پہنچائیں گے۔۔۔۔۔؟

فیضان طلحہ کے بوٹوں پر شیطانی
مسکراہٹ رنگ رہی تھی۔۔۔۔۔

”تم شاید بے خبر ہو کہ ————— اس عمارت
کو چاروں طرف سے گھیرے میں لیا جا چکا ہے۔۔۔۔۔

اور میرا معمولی سا اشارہ ————— اس عمارت
کو ہلک جھپکتے میں منہدم کر سکتا ہے۔۔۔۔۔؟“

جو لیا غراسٹ امیر بھجے میں بولی
”ہم اتنے بے خبر ہوتے ————— تو کبھی

یہ نہ جان سکتے۔۔۔۔۔ کہ ہمارے سامنے سیکرٹ
سروس کے تین خطرناک ممبر موجود ہیں۔۔۔۔۔؟“

فیضان طلحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔
”ہے تمہارے کمانڈرز۔۔۔۔۔ تو اس وقت

وہ سب عمارت کی عقبی سمت میں۔۔۔۔۔ خواب
خروگوش کے مرے لوٹ رہے ہیں۔۔۔۔۔

اگر یقین نہیں آتا تو چل کر میرے۔۔۔۔۔ ساتھ
دیکھ سکتے ہو۔۔۔۔۔؟“

فیضان طلحہ یہ کہہ کر راہداری میں۔۔۔۔۔ ایک

طرف کو چلنے لگا۔۔۔۔۔ وہ اس کے پیچھے چلنے
 لگے۔۔۔۔۔ سیاہ بادل میں ملبوس گروہ ان کے
 پیچھے چل رہا تھا۔۔۔۔۔ اور ان کی ٹامی گنوں کا
 رخ ان کی طرف تھا۔۔۔۔۔ جولیہ اور کیٹین فیروز
 کے پاس رائفلیں۔۔۔۔۔ اب بھی موجود تھیں
 جو کہ فیضان طلحہ نے دانستہ۔۔۔۔۔ ان
 سے نہیں لی تھیں۔۔۔۔۔ شاید وہ خود کو خطرے
 میں محسوس نہیں کرتا تھا۔۔۔۔۔
 مختلف راستوں سے گزرتے ہوئے وہ عمارت
 کی عقبی سمت۔۔۔۔۔ میں آگئے عمارت کی
 بیرونی دیوار میں لوہے کے۔۔۔۔۔ جنگل کی ایک
 چھوٹی سی کھڑکی موجود تھی۔۔۔۔۔ فیضان
 طلحہ نے وہ کھڑکی کھول دی۔۔۔۔۔ انہوں نے
 دیکھا اسپیشل سکواڈ کے۔۔۔۔۔ تمام کمانڈوز بے
 ہوشی کی حالت میں زمین پر پڑے ہوئے تھے۔۔۔۔۔
 فیضان طلحہ نے کھڑکی بند کر دی۔۔۔۔۔
 ”کچھ دیر بعد تمہارے بوگس کمانڈوز کو۔۔۔۔۔
 قید خانے میں بند کر دیا جائے گا۔۔۔۔۔!“
 فیضان طلحہ نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے بتایا۔

”کیا میں پوچھ سکتی ہوں ————— کہ تمہارے ارادے
کیا ہیں —————؟“

جولیا نے فیضان طلحہ سے پوچھا ————— ہے یہ
تمہی شامل تھی —————

”تمہارے متعلق تو ارادہ نیک ہے ————— باقی
رہے تمہارے یہ دونوں ساتھی ————— تو انہیں
بھی جوزف کے پاس پہنچا ————— دیا جائے
گا —————“

فیضان طلحہ نے شیطانی لہجے میں کہا —————
اس کے ہونٹوں پر عجیب سی ————— مسکراہٹ

رینگ رہی تھی —————
”تمہاری بات کا مطلب واضح نہیں ہے —————؟“

تئویر نے اسے گھورتے ہوئے کہا —————
”میں ابھی واضح کئے دیتا ہوں —————؟“

فیضان طلحہ کی آواز میں یک لخت ————— سنگینی
شامل ہو گئی ————— وہ سیاہ ببادے والوں
سے مخاطب ہو کر بولا —————

”ان دونوں سے رائفلیس چھین لو —————“
دو آدمی آگے بڑھے اور انہوں نے جولیا اور کسٹین فیروز

کے اندر چلے جانے کے بعد الماری کا پچھلا پٹ واپس
اپنی پر آگیا۔۔۔۔۔ اب کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا
تھا۔۔۔۔۔ کہ اس الماری کے پیچھے وسیع دُریض
نتہ خانہ موجود ہے۔

”مس جولیاء۔۔۔۔۔ تم میرے ساتھ آؤ۔۔۔۔۔“
فیضان طلحہ نے سیاٹ لیجے میں کہا۔
جولیاء اب تک یہ نہیں سمجھ سکی تھی کہ وہ
گنجائش کا شاطر چاہتا کیا ہے۔ لہذا وہ خاموشی سے
فیضان طلحہ کے ساتھ چل پڑی۔ فیضان طلحہ
جولیاء کو ایک شاندار سجے ہوئے کمرے
میں لے آیا۔۔۔۔۔ کمرے کی پرائسز قابل
دید تھی۔۔۔۔۔ نہ میں پر انتہائی قیمتی نرم و گداز
تالین بچھا ہوا تھا۔۔۔۔۔ دیواروں پر جاذب نظر
ریشمی پردے پڑے ہوئے تھے۔
کمرہ بہترین اور قیمتی فرنیچر سے مزین
تھا۔۔۔۔۔ جولیاء متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔
فیضان طلحہ نے اسے صوفے پر بیٹھنے
کا اشارہ کیا۔۔۔۔۔ جولیاء چون دیکھا بیٹھ گئی
فیضان طلحہ نے۔۔۔۔۔ الماری سے ولایتی دسکی

کی بوتلی نکالی اور شیشے کے گلاس میں انڈیل کر —
 جوہیا کے سامنے رکھ دی —

”میں شراب نہیں پیا کرتی —“

جوہیا نے نفرت سے کہا —

”لیکن میری خاطر تمہیں پینی پڑے گی —“

فیضان طلحہ دوسرا گلاس بھرتا ہوا —

شیطانی انداز میں بولا —

جوہیا نے محسوس کیا کہ فیضان طلحہ کے چہرے پر درندگی

چھاتی جا رہی ہے —

”تم مجھے مجبور نہیں کر سکتے —“

جوہیا نے گویا چیخ کر کہا —

”اس وقت تم میرے حصار میں ہو جوہیا —“

فیضان طلحہ ایک ہی گھونٹ میں گلاس خالی کرنا بولوا —

”شراب پو اور اپنے مر مرے بدن کو میری بانہوں

میں گرادو —“

”کتے —“

جوہیا چیخ اٹھی —

”میں تمہارا بھیجا اڑا دوں گی —“

دوسرے ہی لمحے جوہیا نے اپنے بلاؤں میں ہاتھ ڈال کر

پاکٹ پستل نکال لیا _____ فیضان طلحہ کا رنگ
 اڑ گیا _____ جو لیا اس پر فائبر کرنا ہی چاہتی تھی
 کہ فیضان طلحہ کے لمبے میں _____ پکڑا ہوا گلاس
 گولی کی طرح اڑتا ہوا آیا _____ اور جو لیا کے
 پستل والے لمبے پر لگا _____ جو لیا نے چیخ
 کر اپنی کلائی تمام لی _____ پستل اس کے
 لمبے سے نکل کر دور جا پڑا تھا _____ دوسرے ہی
 لمحے فیضان طلحہ نے جبت لگائی _____ اور فریش
 پر گرہوا پستل اٹھالیا _____ غصے سے اس
 کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا _____
 ” اگر تم خوبصورت نہ ہوتی _____ تو میں تمہیں
 اس حرکت کی سزا ضرور دیتا _____ ؟
 فیضان طلحہ نے سانپ کی طرح _____ پھنکارتے
 ہوئے ہلچے میں کہا _____
 ” بہر حال تمہاری پہلی اور آخری _____ غلطی سمجھ
 کر میں تمہیں معاف کرتا ہوں _____ ؟
 فیضان طلحہ کی بات سن کر جو لیا _____ کا دل
 دھڑکنے لگا تھا _____ وہ اس وحشی کے
 مقابلے میں بالکل نہتی اور بے بسی تھی _____

اس کے چہرے پر خوف کی پرچھاٹیں لہرائے لگیں ۔
 ” گھبراؤ مت _____ ؟

فیضان طلحہ پاکٹ پسٹل سے گولیاں نکالتے ہوئے
 مسکرا کر بولا _____ ۔

” میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا _____ صرف تمہارے
 دودھیا بسم سے کھیلوں گا _____ ؟

وہ جو لیا کے قریب آنے لگا _____ اتنا قریب
 کہ جو لیا کو اس کے منہ سے شراب کی بو آنے لگی _____

جو لیا اس سے دور کھسکنے کی _____ کوشش کرنے
 لگی _____ لیکن صوفے کی حدود ختم ہو گئی تھی _____

اور جو لیا بے پرہیزگی کی طرح _____ اس گرائڈیل پر تھی
 کے بوجھ تلے _____ دہتی جلی جا رہی تھی _____

” خبردار _____ اگر تم نے مجھے چھوئے _____
 کی کوشش کی _____ تو میں تمہارا ایسا حشر

کردوں گی _____ کہ تمہاری روح بھی بلبلا اٹھے
 گی _____ ؟

جو لیا نے غصیلے بھجے میں دھکی دی _____
 لیکن انداز میں بے بسی شامل تھی _____ فیضان

طلحہ پر شیطان سوار تھا _____ اس نے

جولیا کی بات سن کر ان سنی کرتے ہوئے _____
 اسی پر پوری طرح چھا جانے کی تنگ و دو _____
 شروع کر دی _____ جولیا نے پوری قوت
 سے اس کا تھی نہا _____ انسان کو اپنے اوپر
 سے پرے دھکیلا _____ اور تڑپ کر صوٹے
 سے نیچے جا پڑی _____ فیضان طلحہ بھی تڑپ
 کر اس کے اوپر گرا _____ لیکن جولیا جارحانہ
 انداز اختیار کر چکی تھی _____ جونہی فیضان طلحہ
 قریب آیا _____ جولیا لٹو کی طرح گھومی _____
 اور اس نے اچھل کر فیضان طلحہ کے منہ پر _____
 نلکا تنگ لگ کر سید کر دی _____ فیضان طلحہ
 کے منہ سے ایک دلدوز چیخ خارج ہوئی _____
 وہ لڑکھڑا کر صوفے پر ڈھیر ہو گیا _____ اس کا جیڑا
 لوٹ گیا تھا _____ اور خون سے اس کا سارا
 لباس تر بتر ہو گیا _____
 جولیا نے شیشے کی میز پر رکھا ہوا گلوستہ _____
 اٹھایا اور فیضان طلحہ کے سر پر دسے مارا _____
 فیضان طلحہ کا سر پھٹ گیا _____ اور وہ خون میں
 نہایا ہوا نیچے گھر پڑا _____ اسی لمحے کمرے

جولیا نے نفرت آمیز لہجے میں کہا ————— اور
 زخمی فیضان طلحہ کے منہ پر ہنوک دیا —————
 ” اس شیطان کی یہ مجال ————— ؟“
 تنویر نے پھنکار کر کہا ————— وہ جولیا کی بے
 عزتی کی صورت برداشت نہیں کر سکتا تھا —————
 اس نے ریوا لور نکالا ————— اور پے درپے وار کر
 کے فیضان طلحہ کی کھوپڑی اڑادی —————
 ” آؤ جولی ————— اس عمارت کے بارے
 میں ایک عجیب انکشاف ہوا ہے ————— ؟“
 تنویر نے کہا ————— وہ تینوں باہر کی طرف پکے
 سامنے سے بوڑھا چوکیدار چلا آ رہا تھا ————— شاید
 اس نے گولیوں کی آوازیں سن لی تھیں ————— تنویر
 نے اس کے سر پر دو چار ————— گھونسنے رسید
 کر دیئے ————— اور وہ بے چارہ زمین پر گر کر بے
 ہوش ہو گیا ————— وہ دوبارہ اس کمرے میں
 آئے ————— جہاں الماری موجود تھی —————
 الماری کا پچھلا پٹ گولیوں سے چھلنی ہو چکا تھا —————
 اور اس میں ————— اتنا بڑا اشکاف موجود تھا کہ
 وہ اس میں سے گزر سکتے تھے ————— سب

سے پہلے تنویر شکاف کے راستے اندر داخل ہوا۔ پھر
 جو لیا اور اس کے پیچھے کیپٹن فیروز _____ وہ دیتے
 اتر کر نیچے آ گئے _____ یہ ایک طویل راہ داری
 تھی _____ جس کے دونوں طرف کمرے بنے
 ہوئے تھے _____ راہ داری میں سیاہ لبادہ
 والوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں _____ شاید
 اسی جگہ پر تنویر اور کیپٹن فیروز کی ان سے چھڑپ _____
 ہوئی تھی _____ وہ مختلف کمروں کے دروازے
 کھول کھول کر دیکھنے لگے _____
 کمروں میں عجیب و غریب سائنسی آلات نہٹ کئے
 گئے تھے _____ لیکن وہاں پر کسی ذی روح کی موجودگی
 ظاہر نہیں ہو رہی تھی _____ شاید فیضانِ طلحہ
 بوڑھے چوکیدار اور سیاہ لبادہ والوں _____
 کے گردہ کے سوا _____ اس پوری عمارت میں
 اور کوئی موجود نہیں تھا _____ انہوں نے اس
 عجیب و غریب تہ خانے کا پتہ چپتہ _____
 چھان مارا _____ لیکن وہاں پر سوائے سائنسی آلات
 اور مشینوں کے اور کچھ بھی نظر نہ آیا _____
 ” مجھے تو لگتا ہے _____ پاکیشیا کے خلافت

کوئی گہری سازش کی جا رہی ہے۔۔۔۔۔ وزیر
دفاع کے گھر کے تہہ خانے میں ان مشینوں
کا وجود ظاہر کرتا ہے۔۔۔۔۔ کہ وہ ملک سے غداری
کر رہا ہے۔۔۔۔۔؟

تنویر نے خیال ظاہر کیا۔۔۔۔۔
”یہ بھی ہو سکتا ہے کہ۔۔۔۔۔ پانکیشیا کی وزیر
دفاع جیران طلحہ کسی۔۔۔۔۔ غیر ملکی طاقت کے
ہاتھوں یک گیا ہو۔۔۔۔۔ اور وہ اندر ہی اندر پانکیشیا
کی ڈیفنس لائن کو کمزور کرنا چاہتا ہو۔۔۔۔۔؟“

جولیا نے پر تشویش لہجے میں کہا۔۔۔۔۔
”مجھے اس کیس کی جڑیں دور تک
پھیلتی ہوئی نظر آرہی ہیں۔۔۔۔۔ میں سائنس
میں تقوڑی بہت سُدھ بدھ رکھتا ہوں۔۔۔۔۔ اس
تہہ خانے میں نصب مشینوں سے ظاہر ہوتا ہے۔۔۔۔۔
کہ ان کا مواضعی رابطہ۔۔۔۔۔ دوسری جگہوں سے

بھی ہے۔۔۔۔۔ وہ جگہیں کون سی ہیں اور کہاں
پر ہیں۔۔۔۔۔ اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔۔۔۔۔
کمپن فیروز نے اپنا خیال ظاہر کرتے ہوئے کہا۔
وہ تینوں دوبارہ راہداری میں آگئے۔۔۔۔۔ اسی

لمحے انہیں ایک عجیب سی آواز سنائی دی —
 جیسے ایک دم زلزلہ آگیا ہو — انہوں نے
 چونک کر دیکھا — اور پھر ان کی آنکھیں پھلتی
 چلی گئیں — راہداری کے اختتام پر دیوار
 میں شکاف پیدا ہوا تھا — اور اس شکاف
 میں سے انہیں عمران باہر نکلتا ہوا نظر آیا —
 عمران کے ساتھ جوزف اور ایک اجنبی بھی تھا —
 جوں لیا کے چہرے پر — خوشی کے تاثرات
 پھیلتے چلے گئے — تنویر کا چہرہ سیاٹ
 تھا — لیکن کیپٹن فیروز کے ذہن میں نہ جانے
 کیوں خطرے کی گھنٹیاں بجتی چلی گئیں — !



اُگے بڑھ کر عمران سے لپٹ گیا تھا۔
جوزف — باس — باس — تم

کیسے ہو —؟
 جوزف نے مسرت بھرے بچے میں کہا —
 ”میں ٹھیک ہوں جوزف — تم بتاؤ —
 یہاں کیسے آئے ہو —؟“
 عمران سنے پوچھا — لیکن اس کے رویئے
 میں سرد مہری کا عنصر نمایاں تھا —
 ”مجھے یہ آدمی یہاں لایا ہے — آپ سے
 ملانے کے لئے — آپ سے ملانے کے
 لئے — آپ کی گمشدگی کی وجہ سے طاہر
 صاحب بھی پریشان ہو رہے تھے —؟
 ”طاہر — وہ کون ہے —؟“

عمران نے اچانک پوچھتے ہوئے کہا —————
 اور جوزف کی سہسی پھوٹ پڑی —————
 ”لو ————— اب آپ طاہر صاحب کو بھی بھول
 گئے —————؟“

جوزف نے بے ساختہ ہنستے ہوئے کہا —————
 وہ دوسروں کے سامنے یہ وضاحت نہیں کر سکتا تھا
 کہ وہ بلیک زیر دیا ایکسٹو کی بات کر رہا ہے —————
 ”اوہ ————— اوہ ————— اچھا ————— اچھا؟“
 عمران نے تیزی سے کہا ————— پھر سنجیدہ ہو
 کر بولا —————

”لیکن وہ کیوں پریشان ہے —————؟“
 عمران نے جوزف کو گھورتے ہوئے پوچھا —————
 ”مسلم آباد پر ٹوٹنے والی قیامت کی وجہ سے —————
 حکومت نے تمام دباؤ سیکرٹ سروس پر ڈال دیا ہے
 حکومت کا مطالبہ ہے ————— کہ اس سانحہ کے
 ذمہ دار افراد کو فوراً گرفتار کیا جائے —————؟“
 جوزف نے بتایا —————

”ایسے موٹے چھوٹے واقعات تو ہوتے رہتے ہیں۔
 سیکرٹ سروس کو اس سلسلے میں پریشان ہونے کی

ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔۔ اور پھر یہ حادثہ تو حکومت
 کی اپنی لاپرواہی سے پیش آیا ہے۔۔۔۔۔؟
 عمران نے سگار کا دھواں فضا میں بکھیرتے ہوئے
 کہا۔۔۔۔۔ جوزف حیران ہو رہا تھا۔۔۔۔۔
 کہ آخر عمران نے یہ سگار پینا کب سے۔۔۔۔۔ شروع
 کر دیا۔۔۔۔۔

”باس۔۔۔۔۔ مجھے تمہارے اندر بہت بڑی
 تبدیلی نظر آرہی ہے۔۔۔۔۔“
 جوزف نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔
 ”کیسی تبدیلی جوزف۔۔۔۔۔“
 عمران نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔
 ”آپ کبھی تمباکو نوشی کے قریب بھی
 نہ بیٹھکے تھے۔۔۔۔۔ لیکن اس وقت ٹھاٹ سے
 سگار پی رہے ہیں۔۔۔۔۔ آپ کی گفتگو کا انداز پہلے
 سے بہت زیادہ بدل گیا ہے۔۔۔۔۔ اور شاید حسین
 مزاج بھی فوت ہو چکا ہے۔۔۔۔۔“
 جوزف نے کہا۔۔۔۔۔

وقت کے تقاضوں کے مطابق۔۔۔۔۔ اپنے
 آپ کو ڈھالنا چاہیے جوزف۔۔۔۔۔ سگار پینا

اس وقت میرا شوق نہیں _____ بلکہ مجبوری ہے
 بہر حال تم ان باتوں کو چھوڑو _____ میں ایک اہم
 مشن پر تہیں ساتھ سے جانا چاہتا ہوں _____ کیا
 تم تیار ہو _____؟

عمران نے پوچھا _____ .

”یس باس _____ میں تیار ہوں _____
 آپ کی خاطر تو میں اپنی جان بھی _____ قربان
 کر سکتا ہوں _____؟“

جو زف نے سینہ تان کر کہا _____ عمران
 نے پیڑن کی طرف دیکھا _____ جو ساکت بُت
 کی مانند اس کے پیچھے کھڑا تھا _____ عمران
 کے اشارہ کرنے پر پیڑن نے ایک _____ بٹن دبایا
 اور سامنے والی دیوار میں _____ ایک شکاف نمودار

ہو گیا _____ وہ اس گیند نما کرے سے باہر نکل
 آئے _____ لیکن راہداری میں آتے ہی وہ

تینوں حیرت سے اچھل پڑے _____ ان کے

سامنے زمین پر سیاہ لبادہ _____ والوں کی

لاشیں پڑی ہوئی تھیں _____ وہ بھی عمران

اور جو زف کو دیکھ کر چونکے تھے _____ عمران

کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیل گئے۔۔۔

”عمران، تم یہاں ہو۔“

جو لیا اس کی طرف پکرتی ہوئی بولی — اس

کی آواز میں عجیب سی مسرت شامل تھی۔

”تم یہاں کیا کرتی پھر رہی ہو۔“

عمران نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا

جواب میں جو لیا نے اُسے یوری _____ تفصیل سے

آگاہ کر دیا۔ — تنویر بڑی خوشخوار نظروں سے عمران

کو گھوڑے پر بٹھا

”بہت خوب۔۔۔۔۔“

عسکران سگارا کاکش یتیا ہوا بولا ۔

”تمہاری ہر سادری واقعی قابل تعریف ہے۔“

”لیکن تم یہاں کیسے پہنچے۔“

جو لہا غور سے عمر ان کا جائزہ لیتی ہوئی لہی

لے کر، حیرانگی شامل تھی۔

جیسے میں میرا جی کاں کی
 مرہمت لہجہ کہا ہے

بارے ہو، محمد ہمت اسماء اطلاعات شامل ہو،

بارے میں جتنے بہت اہم اطلاعات مل سکتی ہیں
”متمم اس بات پر اجازت دے سکتے ہو“

ہم میرا ساتھ دیا چاہوں تو دے سکتی ہوں۔

جولیا بھی اس کے ساتھ چلتے لگی۔۔۔۔۔ جب کہ
 تنویر اور کیٹین فیروزان کے پیچھے تھے۔۔۔۔۔
 ”تم کہاں جانا چاہتے ہو عمران۔۔۔۔۔؟“
 جولیا نے اس سے پوچھا۔۔۔۔۔

”میں فی الحال اس کا تذکرہ نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔؟“

عمران نے کہا۔۔۔۔۔ راہداری کے اختتام
 پر وہ زینے چڑھ کر ادب آگئے۔۔۔۔۔ کیڑوں والی
 المادی کا پچھلا پیٹ ٹوٹا ہوا تھا۔۔۔۔۔ لہذا اسے
 کھولنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔۔۔۔۔ چنانچہ
 وہ سب باہر نکل آئے۔۔۔۔۔ عمران نے عمارت

کے باہر آکر میٹرن کو سرخ رنگ کی۔۔۔۔۔ شیراڈ
 گیراج سے نکالنے کی ہدایت کی۔۔۔۔۔ پیٹرن
 گیراج سے سرخ شیراڈ نکال لایا۔۔۔۔۔ عمران
 ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ جوزف نے
 پچھلی سیٹ پر قبضہ جمالیا۔۔۔۔۔ جب کہ جولیا کے
 لئے۔۔۔۔۔ عمران نے اپنے ساتھ والی سیٹ کا
 دروازہ کھول دیا۔۔۔۔۔ جولیا اگلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔

”کیا تنویر اور کیٹین فیروز کو۔۔۔۔۔ ساتھ نہیں لے
 جاؤ گے۔۔۔۔۔؟“

جولیا نے اس سے پوچھا ۔
 ” یہ ان کی مرضی پر منحصر ہے ۔ اگر وہ چاہیں
 تو گاڑی میں بیٹھ سکتے ہیں ۔“
 عمران نے سرسری انداز میں جواب دیا ۔
 کار اسٹارٹ کرنے لگا ۔ جولیا نے پیڑن
 کے پاس کھڑے ہوئے ۔ تنویر اور کیٹین
 فیروز کی طرف دیکھا ۔
 ” تمہارا کیا ارادہ ہے ۔“
 اس نے دونوں سے پوچھا ۔
 ” تمہارا دماغ پھر گیا ہے ۔ جولیا ۔“
 تنویر نے غصے سے کہا ۔
 ایکسٹون نے ہمیں ایسی کوئی ہدایت نہیں دی
 اگر تم جانا چاہتی ہو تو ۔ کم از کم چیف سے
 تمہیں اس بارے میں ۔ بات چیت ضرور کرنی
 چاہیے تھی ۔“
 ” تنویر ۔ تم تو ہر مسئلے میں خواہ مخواہ ٹانگ
 اڑانے کی کوشش کرتے ہو ۔ عمران اس
 کیس کے بارے میں ۔ بہت سی معلومات
 حاصل کر چکا ہے ۔ اس لئے ہمیں اس کے

ساتھ مل کر چلنا چاہیے۔۔۔۔۔ بہر حال اگر تم نہیں
 بنانا چاہتے۔۔۔۔۔ تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔۔۔
 میں خود ایکسٹو سے بات کر لوں گی۔۔۔۔۔؟
 جو لیا نے اتنا ہی کہا تھا۔۔۔۔۔ کہ عمران نے کار
 آگے بڑھا دی۔۔۔۔۔ جو لیا کو ابھی یہ معلوم نہیں ہوا
 تھا۔۔۔۔۔ کہ عمران انہیں کہاں لے جانا چاہتا ہے
 بہر حال وہ جانتی تھی۔۔۔۔۔ کہ جبران ہاؤس
 کے تنہ خانے سے عمران پر اسرار۔۔۔۔۔ طریقے سے
 برآمد ہونا ظاہر کرتا ہے۔۔۔۔۔ کہ وہ واقعی بہت
 مفید معلومات حاصل کر چکا ہے۔۔۔۔۔
 رات کے گھمیر سناٹے میں کار۔۔۔۔۔ خراٹے
 بھرتی ہوتی۔۔۔۔۔ کسی ان جانی منزل کی طرف۔۔۔۔۔
 جارہی تھی۔۔۔۔۔ راستہ چونکہ پیٹری تھا اور
 اندھیرا بھی کافی تھا۔۔۔۔۔ اس لئے عمران کو بہت
 احتیاط سے ڈرائیونگ۔۔۔۔۔ کہنی پڑ رہی تھی۔
 لیکن کار کی رفتار کم نہیں تھی۔۔۔۔۔
 یہ تم نے تمباکو نوشی۔۔۔۔۔ کب سے
 شروع کر دی عمران۔۔۔۔۔ اور میں دیکھ رہی ہوں
 کہ تمہاری آنکھوں کا رنگ بھی۔۔۔۔۔ کچھ بدلا

ہو اس لیے _____؟

جولیا نے ایک تخت ہی اس سے کہہ دیا _____۔

”باس نے محض مجبوری کے تحت _____ ایسا

کیا ہے اس جولی _____ اور تم جانتی ہو کہ جب اس

ملک میں کوئی غدار پیدا ہو کر _____ اپنا رنگ

غدار ہی دکھانے کی کوشش کرتا ہے _____ تو اس

کی آنکھوں کا رنگ _____ بھی بدل جاتا ہے۔“

عمران کے بونے سے پہلے ہی _____ عقبی سیٹ

پر بیٹھے ہوئے جوزف نے جولیا کو بتایا _____۔

”ہاں _____ ایسا ہی سمجھ لو _____؟“

عمران نے تائید کی _____ جولیا _____ سوچا

ہو سکتا ہے _____ عمران کی اس حرکت کے

پیسچے بھی کوئی مصلحت پوشیدہ ہو _____ بہر حال

وہ خاموش ہی رہی _____ عمران کی کئی حرکتیں اس

کی عقل سے بالا ہوتی تھیں _____۔

”باس _____ کیا میں ایک ادھا پیگ

لگا سکتا ہوں _____؟“

جوزف نے کسی اداس بھینسے کی مانند جھٹٹی لیتے ہوئے

پوچھا _____۔

” ایک چھوڑ ہزاروں پیگ لگاؤ۔۔۔۔۔ اس
 میں اجازت لینے کی کیا بات ہے۔۔۔۔۔ ؟
 عمران نے خوش دلی سے کہا۔۔۔۔۔
 ” بلائیں۔۔۔۔۔ باس۔۔۔۔۔ یہ تم کہہ رہے
 ہو۔۔۔۔۔ ؟“

جو زف یوں اچھل کر بولا۔۔۔۔۔ جیسے اُسے
 کوئی خزانہ مل گیا ہو۔۔۔۔۔ کیونکہ پہلے کبھی ایسا
 نہ ہوا تھا۔۔۔۔۔ جو زف اگر کبھی بھول کر بھی عمران
 کے سامنے شراب کا نام لے لیتا تھا۔۔۔۔۔ تو
 عمران برسی طرح اس پر الٹ پڑتا تھا۔۔۔۔۔ بہر حال
 عمران سے اسے اجازت تو مل گئی تھی۔۔۔۔۔ چنانچہ
 اس نے فوراً اسے پہلے کوٹ کی اندرونی
 جیب سے شراب کی چھوٹی بوتل نکالی۔۔۔۔۔ اور
 ایک ہی گھونٹ میں۔۔۔۔۔ غٹا غٹ پی گیا۔
 مبادا عمران اپنا ارادہ تبدیل کر لیتا۔۔۔۔۔ عمران
 اس کی حرکت پر ہنسنے بغیر نہ رہ سکا تھا۔۔۔۔۔ جو لیا
 کہ عمران کا رویہ بہت بدلا بد لا محسوس ہو گیا تھا۔۔۔۔۔
 اس کی آواز بھی ندرے۔۔۔۔۔ بھاری لگ
 رہی تھی۔۔۔۔۔ اور فطری طور پر چو لیا یہ محسوس

کر رہی تھی جیسے اس کے ساتھ عمران نہیں
کوئی اور بیٹھا ہوا ہو۔

کار شہر سے باہر اچھی تھی اور اب
وہ مسلم آباد کی خطرناک ترین کالی پہاڑیوں
کی بل کھاتی ہوئی سڑکوں پر گردش
کر رہی تھی۔ چہاڑ سو ہیبت ناک سناٹا
چھایا ہوا تھا۔ اس پر اسرار سے ماحول میں
جولیا نہ جانے کیوں خطرہ محسوس کر رہی
تھی۔ اچانک جولیا کی واقع ٹرانسمیٹر کا سرخ
ہندسہ اسپارک کرنے لگا۔ جولیا نے
فوراً واقع کا ونڈ بٹن باہر کھینچ لیا۔
”جولیا۔۔۔۔۔ آئندہ نگ فرام دس اینڈ۔۔۔۔۔

اور۔۔۔۔۔؟“
اس نے واقع ٹرانسمیٹر چہرے کے قریب لاتے
ہوئے کہا۔
عمران اس کی اس حرکت پر یکدم
چونکا تھا۔

ایسٹو۔۔۔۔۔ کانگ یو۔۔۔۔۔ اور؟
دوسری طرف سے ایکسٹو کی بھرائی ہوئی

آواز سنائی دی ————— ————— —————
 ” یس سر ————— میرے لئے کیا حکم ہے؟“
 جو لیا نے بوکھلائے ہوئے ————— —————
 ” جو لیا ————— مجھے تو یہ اور کیسین فیروز نے
 تمام صورت حال سے باخبر کر دیا ہے ————— تمہاری
 اس نادانی پر مجھے شدید غصہ آیا ہے ————— تمہیں اس
 طرح بلا سوچے سمجھے ————— عمران کے ساتھ نہیں
 چل پڑنا چاہیے تھا ————— تم میری نائب کی
 حیثیت رکھتی ہو ————— پھر یہ حماقت کیوں —————؟
 ایکسٹو کے ————— ————— سے ظاہر ہو رہا تھا —————
 کہ وہ شدید پیچ و تاب کھا رہا ہے —————
 ” سر ————— وہ اسی کیس کے بارے میں بہت
 سی معلومات رکھتا ہے —————؟“
 جو لیا نے تیزی مگر مؤدبانہ لہجے میں کہا —————
 ” بکواس مت کرو ————— تم کوئی نجی نہیں
 ہو ————— محض تمہاری صلاحیتوں کی وجہ سے میں
 نہیں ————— اپنا چیف اسٹنٹ سمجھتا تھا —————
 لیکن آج کی اس حرکت نے ظاہر کر دیا ہے —————
 کہ تم بے وقوفی کے سلسلے میں بھی ————— دوسروں

عقاب سے ہیں کوئی نہ بچا سکے گا _____؟

جولیا کا رنگ خوف کے مارے پھیکا _____
 پڑ چکا تھا _____ وہ کوئی سامری جادوگر نہیں ہے
 کہ اپنے چوہے دان میں بیٹھ کر ہم پر آتش دان پھینکنے
 لگے اور ہم جل کر خاک ہو جائیں _____ مجھے تمہارے
 ہر معاملے میں اس کی پھڑے بازی _____ پسند نہیں
 تم دیکھنا _____ اب میں اس سارے کو کیا مزہ
 چکھاتا ہوں _____؟

عمران کے سہجے میں نفرت کے ساتھ ساتھ شدید غصہ
 بھی شامل تھا _____ جولیا خاموش رہی _____
 اسے شک ہونے لگا تھا _____ کہ اس کے ساتھ
 بیٹھے ہوئے عمران کی ذہنی حالت پلٹ چکی ہے یا وہ غداری
 پر تلی گیا ہے _____ لیکن نہیں _____ عمران
 اور غداری _____ یہ ایک قطعی ناممکن بات تھی۔
 تغیر خیال جولیا کے ذہن میں یہ آیا کہ یہ _____ عمران
 کے میک اپ میں کوئی اور آدمی ہے _____ اور
 اس خیال سے _____ جولیا کے ذہن میں خطرے کی
 گھنٹیاں بجنے لگی تھیں _____ اس نے پیچھے مڑ کر
 دیکھا _____ جوزف شراب کے نشے میں دھت

کبھی دائیں طرف اور کبھی بائیں طرف لہرا رہا تھا۔
 جو لیا نے سوچا کسی نازک موقع پر _____ اسے کچھ
 کرنا ہے۔ _____ تو تنہا کرنا ہے۔
 کاراب ملک کی جنوب مغربی _____ سرحد
 کی طرف جا رہی تھی۔ _____ سڑک ختم ہو چکی تھی۔
 اور عمران کار کو دشوار گزار _____ پتھر پیڑے راستوں
 پر بھگانا لے جا رہا تھا۔ _____ کار کے ٹائرس کسی
 وقت بھی برسٹ ہو سکتے تھے۔ _____ لیکن شاید
 عمران کو اس بات کی کوئی پروا نہ تھی۔ _____
 جو لیا جانتی تھی۔ _____ کہ اس سرحد سے آگے
 روسیاء کا علاقہ شروع ہو جاتا تھا۔ _____ لیکن وہ
 یہ بھی جانتی تھی۔ _____ کہ عمران اس حالت میں
 سرحد کو اس نہیں کر سکتا۔ _____ خاصے طویل
 سفر کے بعد عمران نے کار _____ پہاڑی کی ایک
 کاٹ کے درمیان کھڑی کر دی۔ _____ اور نیچے
 اتر گیا۔ _____ اس نے جو لیا کو اشارہ کیا۔ _____
 اور وہ بھی نیچے اتر گئی۔ _____ چاروں طرف اندھیرے
 اور سنسنائے کے سوا اور _____ کچھ بھی نہیں تھا۔
 البتہ کچھ فاصلے پر موجود سرحدی _____ چوکی کی

”یس سر ————— ہم کافی دیر سے آپ کے انتظار میں
ہیں۔۔۔۔۔؟“

اس نے متوجہ نہ ہونے میں کہا۔۔۔۔۔
”ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ کار میں ایک جھنڈی پہنوش
پڑا ہے۔۔۔۔۔ اسے اٹھا کر لے آؤ۔۔۔۔۔؟“
عمران نے ان سے کہا۔۔۔۔۔ پھر وہ جویا کی
طرف مڑا۔۔۔۔۔
”آؤ جویا۔۔۔۔۔؟“

وہ ان چٹانوں کی طرف چل پڑا۔۔۔۔۔ جن کے
عقب سے یہ آدمی نمودار ہوئے تھے۔۔۔۔۔ جویا
اس کے ساتھ تو چل پڑی۔۔۔۔۔ لیکن وہ فیصلہ
کر چکی تھی۔۔۔۔۔ کہ مناسب موقع ملتے ہی وہ عمران
سے ٹکرا جائے گی۔۔۔۔۔ تین آدمی کار سے نشتے
میں دھت جو زف کو اٹھا کر لے آئے تھے۔۔۔۔۔
عمران نے جیب سے ایک پنسل مار تاج نکال کر۔۔۔۔۔
روشن کر لی۔۔۔۔۔ وہ دشوار گزار پہاڑی راستوں
پر چلتے ہوئے۔۔۔۔۔ ایک غار کے دہانے پر
پہنچ گئے۔۔۔۔۔ غار میں اترنے سے پہلے عمران نے
وہی سکہ جیب سے نکال کر۔۔۔۔۔ منہ میں ڈال لیا۔

جو اس آدمی نے عمران کو دیا تھا _____ پھر وہ غار کے
 اندر داخل ہو گئے _____ غار میں شدید اندھیرا تھا
 پنسل مارچ کی مدہم روشنی میں _____ آگے بڑھتے
 چلے گئے _____ غار کسی سڑک کی مانند لمبا ہوتا چلا
 جا رہا تھا _____

بالآخر ایک جگہ انہیں رُک جانا پڑا _____ کیونکہ
 غار سامنے سے بند نظر آ رہا تھا _____ عمران
 نے منہ سے ہلکی سیٹی کی آواز نکالی _____ اور پھر
 دیکھتے دیکھتے غار کا بند حصہ کسی _____ دروازے
 کی مانند چوٹ کھل گیا _____ وہ تیزی سے آگے
 بڑھ گئے _____ جب وہ سب لوگ اندر جا چکے
 تو راستہ دوبارہ بند ہو گیا _____ جو لیا نے دیکھا
 وہ ایک چھوٹا سا گودام نما ہال تھا _____ اس گودام
 نما ہال کی چھت پر دو سرخ رنگ _____ کے بدب
 لگے ہوئے تھے _____ ہال میں بڑے بڑے ڈرم
 اور بوسیدہ کپڑوں کی کچھ _____ سیٹیں بکھری پڑی
 تھیں _____ اس وقت یہاں پر جو سب سے نمایاں
 چیز تھی _____ وہ ریل گاڑی کے ڈبوں سے مشابہ تھیں
 کینٹینر تھے جو پٹرئی پر کھڑے تھے _____ یہ پٹرئی

جو ریل گاڑی کی پیٹری کی طرح ہی تھی۔ ایک
 سرنگ کے راستے اندر ہی تھی۔ یہ کینیڈین ریل
 گاڑی کے ڈبوں کی نسبت چھوٹے تھے اور
 ان کے آگے ایک چھوٹا سا ایجن لگا ہوا تھا۔
 عمران نے تمام آدمیوں کو کینیڈیوں پر سوار
 ہونے کا اشارہ کیا۔ وہ خود بھی ایجن پر چڑھ گیا
 تھا۔ جو یا کو بھی اس نے چڑھنے کا اشارہ کیا۔
 اور وہ بھی ایجن پر چڑھ گئی۔ چند لمحوں میں ایجن
 اسٹارٹ ہوا۔ اور پیٹری پر رینگتا ہوا سرنگ
 کے اندر داخل ہو گیا۔ جو یا کو عمران پر حملہ
 کرنے کا موقع ہی نہ مل سکا تھا۔ اس کا دماغ
 ماؤف ہو رہا تھا۔ کہ آئندہ عمران کس چکر
 میں پڑا ہوا ہے۔



سنگ

میں گھٹن ہونے کی وجہ
سے مسز شکیل کا دم بھی

گھٹنے لگا تھا۔ وہ بری طرح پھنسی چکے تھے۔

عمران کے چہرے پر بھی۔ پریشانی کے

آثار پھیلے ہوئے تھے۔ لیکن اس کی سمجھ میں

نہیں آ رہا تھا۔ کہ وہ کیا کرے۔

ایک تو اس کی جسمانی حالت ایسی نہیں تھی۔

کہ وہ اپنی جسمانی قوت کے بل بوتے پر۔

کانود کار دروازہ توڑ ڈالتا۔ اس نے مسز شکیل

کی طرف دیکھا۔ وہ پریشانی کے عالم میں کسی

گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی نظر آرہی تھیں۔ اچانک

وہ اچھل پڑیں۔ ان کے چہرے پر مسرت

پرچھائیں لہرا نے لگیں۔

” مجھے یاد آگیا ہے عمران — آؤ — میرے ساتھ؟

وہ عمران کا بازو پکڑ کر اپنے رہائش گاہ کی
طرف بے جانے گئیں — عمران حیران تھا کہ نہ
جانے انہیں کیا یاد آگیا ہے — خود کار دروازے

کے پاس آکر وہ رُک گئیں اور بولیں —

” اس سڑنگ میں ہوا کا دباؤ — کیونکہ بہت
کم ہے اسی لئے ریموٹ کنٹرول — دروازے

کے سام بہت چھوٹے رہ گئے ہیں — باہر سے
تو ہلکی آواز بھی کام کر جاتی ہے — لیکن سڑنگ

کے اندر تیز آواز نکالنی پڑتی ہے — غلط فہمی
کی وجہ سے تم باریک — آواز نکالتے رہے

اسی لئے دروازہ نہ کھل سکا — اب تم تیز اور
بھاری آواز نکالو — پھر دیکھنا —

دروازہ کھلتا ہے یا نہیں —؟
منسٹر شکیل نے مسرت بھرے لہجے میں جلدی جلدی کہا۔

” کھل جاسم سم —؟
عمران بڑبڑایا — پھر اس نے منسٹر شکیل کی ہدایت

کے مطابق منہ سے — کوئل کے کوکنے کی تیز اور
بھاری آواز خارج کی — دوسرے ہی لمحے سڑنگ

کارستہ کھل گیا _____ اور ایک بڑا سا شگاف
 نمودار ہو گیا _____ وہ پھرتی سے باہر نکل گئے۔
 راستہ دوبارہ بند ہو گیا _____

اب وہ ایک بوسیدہ سے سٹور میں _____ موجود
 تھے جس میں _____ انتہائی پرانی چیزوں _____
 کا ڈھیر لگا ہوا تھا _____ سٹور میں اندھیرا تھا لیکن
 اس کے باوجود _____ سٹور کا دروازہ نظر آرہا تھا
 منترشکیل چیزوں کے ڈھیر پر سے _____ پھلاگتی
 ہوئی دروازے تک پہنچی _____ اور پھر اس نے
 دروازہ کھول دیا _____ وہ دونوں سٹور سے باہر
 نکل آئے _____ یہ ان کی رہائش گاہ کا پانچواں حصہ
 تھا _____ یہ رہائش گاہ ایٹمی پلانٹ کی حدود
 کے اندر ہی بنائی گئی تھی _____

ڈاکٹر شکیل خان کی یہ رہائش گاہ _____ انتہائی
 عالی شان تھی _____ رہائش گاہ کے اندر بھی بہت
 سے مختلف قسم کے سائنسی آلات نصب تھے _____
 گو یا ڈاکٹر شکیل خان کو گھر کے اندر بھی سکون _____
 نصیب نہ تھا _____ اور وہ اپنے گھر آنے کے بعد
 بھی سائنسی تجربوں پر جٹے رہتے تھے _____

منسٹر تشکیل عمران کو ایک _____ ایسے کمرے میں
 _____ سے آئیں _____ جو ہر لحاظ سے محفوظ تھا _____
 اس کمرے میں ڈاکٹر تشکیل کے سوا _____ اور _____
 کوئی داخل نہ ہو سکتا تھا _____ کیونکہ اس میں داخلے
 کا طریقہ صرف ڈاکٹر تشکیل یا منسٹر تشکیل _____ کو ہی
 معلوم تھا _____ منسٹر تشکیل عمران سے مخاطب ہو کر بولی۔
 ”مجھے ایک ایسے انجکشن کے بارے میں _____ علم
 ہے جو جسمانی قوت سے پہلے _____ واپس لاسکتا ہے
 ”تا بکاری لہروں کی وجہ سے _____ تمہاری جو قوت
 سلب ہو کر رہ گئی ہے _____ وہ اس انجکشن سے
 واپس آ جائے گی _____ اس انجکشن کی ایک
 اور تاثیر یہ بھی ہے _____ کہ اسے لگانے کے بعد
 ایٹمی پلانٹ کے _____ اندر گردش کرتی ہوئی
 لہریں دوبارہ تم پر اثر انداز ہو سکیں گی _____ اور تم
 ایٹمی پلانٹ کے اندر اپنی مرضی کے مطابق _____
 حرکت کر سکو گے _____؟

”یہ تو بہت ہی اچھا ہے _____ خاتمان ربانی سے
 ٹکرائے کے لئے یہ ضروری ہے _____ کہ ایٹمی پلانٹ
 کے اندر بھی میری جسمانی قوت بحال رہے _____؟“

عمران نے کہا _____ سنر شکیل تھوڑی دیر میں وہ
 انجکشن کے آئی _____ انہوں نے وہ انجکشن عمران
 کے بازو میں لگا دیا _____ اور تھوڑی ہی دیر میں عمران
 نے محسوس کر لیا تھا _____ کہ اس کی جسمانی قوت
 واپس لوٹ رہی ہے _____ ایک گھنٹے کے اندر
 اندر وہ بالکل تندرست ہو چکا تھا _____

” اب خاتان ربانی تو کیا اس کا باپ بھی _____
 مجھ سے نہیں لڑ سکتا _____ “
 عمران نے ایک زبردست انگریزی لیتے ہوئے کہا ۔
 ” مجھے ڈاکٹر شکیل خان کی طرف سے _____ بہت
 فکر لاحق ہے _____ دشمن ان پر تشدد کر کے ان
 سے قیمتی راز اگلوانے کی _____ کوشش کریں
 گے _____ اور ان کی خاموشی پر ظاہر ہے _____
 کہ وہ اور زیادہ تشدد کریں گے _____ ؟
 سنر شکیل نے پریشان کن ہجے میں کہا _____
 ” آپ بے فکر رہیں سنر شکیل _____ “
 عمران نے تسلی آمیز ہجے میں کہا _____
 ” دشمن کو منہ کی کھانی پڑے گی _____ میں خاتان
 ربانی کو اس کی غداری کی بھیانک سزا دوں گا _____

وہ میرے بھوتے ہوئے اس پاک وطن کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔۔۔۔۔“

عمران انتہائی جذباتی لہجے میں بولا۔۔۔۔۔

”اب ہمیں کیا کرنا چاہیے۔۔۔۔۔؟“

مسٹر شکیل نے پوچھا۔۔۔۔۔

”کیا یہاں کوئی ایسا راڈار سسٹم موجود ہے جو ہمیں خاتان ربانی کی سرگرمیوں سے آگاہ کر سکے؟“

عمران نے جواباً پوچھا۔۔۔۔۔

”ایسا ایک راڈار سسٹم۔۔۔۔۔ ٹیلی ویژن سیٹ

ڈاکٹر شکیل کی سٹڈی روم میں موجود ہے۔۔۔۔۔

وہ اس پر خاتان ربانی کی سرگرمیاں نوٹ کیا کرتے تھے۔۔۔۔۔ حقیقت یہ ہے کہ ڈاکٹر

صاحب خاتان ربانی کی طرف سے

شک میں مبتلا ہو چکے تھے۔۔۔۔۔ اور ہر وقت

اس کی کڑی نگرانی کرتے تھے۔۔۔۔۔“

مسٹر شکیل نے بتایا۔۔۔۔۔

”میرا خیال ہے کہ وہ ٹی وی سیٹ ہمیں

خاتان ربانی کے بارے میں بہت مفید

معلومات فراہم کر سکتا ہے۔۔۔۔۔“

عمران نے اپنا خیال ظاہر کرتے ہوئے کہا —۔
 آؤ —۔ میں ہمیں ڈاکٹر تشکیل خان کی سٹری روم

میں بے چلتی ہوں —۔؟

سز عکیل نے کہا اور عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا —۔

وہ ریشمش گاہ کے اندرونی راستوں سے —۔

ہوتے ہوئے ایک ایسے کمرے میں —۔ آگئے

جس میں بے شمار سائنسی آلات —۔ نصب کئے

گئے تھے —۔ گویا پورا کمرہ —۔ سائنسی

آلات اور مشینوں سے اٹا ہوا تھا —۔ اس کمرے

کے دو اور ذیلی کمرے تھے —۔ ان میں سے

ایک کمرے میں ٹی وی سکرینیں نصب تھیں —۔

وہ مختلف مقاصد کے لئے استعمال کی جاتی —۔

تھیں —۔ اس کے علاوہ ایک بڑی —۔

سکرین تھی —۔ جس کا رابطہ ایمری پلانٹ —۔

کے تمام شعبوں میں —۔ رے ڈار —۔

سے منسلک تھا —۔ اس سکرین پر کسی بیرونی

حملے کی صورت میں تمام کارروائی —۔ دیکھی جا

سکتی تھی کہ حملہ کرنے والا کون ہے —۔ اور ایمری

پلانٹ پر کس اینگل سے حملہ —۔ کیا جارہا ہے

چنانچہ اس کے خلاف فوراً مؤثر کارروائی _____
 کی جاسکتی تھی _____ مسز تکیل نے عمران کو ایک
 چھوٹی ٹی وی سکرین دکھائی _____
 " اس سکرین پر ڈاکٹر صاحب _____ صرف خاقان
 ربانی کی نقل و حرکت کا جائزہ لیا کرتے تھے _____
 میرا خیال ہے انہوں نے خاقان ربانی کے _____
 جسم میں کوئی ایسا پرزہ فٹ کر دیا ہے _____ جس
 کا تعلق اس سکرین سے ہے _____ یہی وجہ
 ہے کہ وہ جہاں ہوتا ہے _____ اور جس حالت
 میں ہوتا ہے _____ اس سکرین پر نظر آنے لگتا ہے؟
 یہ کہتے ہوئے انہوں نے _____ سکرین روشن
 کر دی _____ عمران سمجھ گیا کہ خاقان ربانی _____
 کے جسم میں ڈاکٹر تکیل نے _____ اس انداز میں
 کوئی جدید ٹیکہ و گیمہ فٹ کر دیا ہے _____ جو اس
 کی حرکت کو اپنی آنکھ میں محفوظ کر کے ریڈیائی _____
 لہروں کے ذریعے سکرین تک پہنچا دیتا ہے _____
 مقوڑی دیر تک سکرین پر لاشوں کا _____ ایک
 جاں سانظر آتا رہا _____ اور پھر یکایک سکرین پر
 شیشے کا وہی خول _____ نمودار ہوا جس میں کچھ دیر پہلے

عمران خاقان ربانی کے ساتھ موجود تھا۔۔۔۔۔ خاقان

ربانی اس وقت بھی شیشے کے اس خول میں ۔۔۔۔۔

موجود تھا۔۔۔۔۔ لیکن وہ خول اسب پانی کے اندر

تیرتا ہوا جا رہا تھا۔۔۔۔۔ عمران چونکے بغیر نہ رہ

سکا۔۔۔۔۔ جبکہ منتر شکیل کا حال

بھی قابل دید تھا۔۔۔۔۔ انہوں نے اپنی زندگی میں

پہلے کبھی ایسی چیز نہیں دیکھی تھی۔۔۔۔۔

عمران کی نظریں سکھین پر جمی ہوئی تھیں۔۔۔۔۔ شیشے

کے خول کے عقب میں اندھیرے۔۔۔۔۔

سوا اور کچھ نہیں تھا۔۔۔۔۔ عمران کو بہ سمجھنے میں ذہن

نہ لگی کہ شیشے کا یہ خول۔۔۔۔۔ ایک جدید آبدوز

ہے جو زمین کے نیچے۔۔۔۔۔ موجود پانی میں سفر

کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔۔۔۔۔

”عمران۔۔۔۔۔ میں نے اس سے پہلے شیشے

کا یہ خول کبھی نہیں دیکھا۔۔۔۔۔ میرے لئے

یہ حیرت انگیز ترین چیز ہے۔۔۔۔۔“

منتر شکیل حیرت میں ڈوبے ہوئے رہے میں بولی۔

”تو کیا یہ ڈاکٹر شکیل کی ایجاد نہیں ہے۔۔۔۔۔“

یہی سمجھ رہا تھا کہ شاید ڈاکٹر شکیل خان نے اسے کسی خاص مقصد کے لئے بنایا ہوگا۔

”نہیں عمران۔ میں ابھی طرح جانتی ہوں ڈاکٹر صاحب کو۔ اس کے بارے میں کچھ علم نہیں۔ اسے خاقان ربانی نے خود ہی بنایا ہے مجھے حیرت تو اس بات پر ہے کہ ڈاکٹر صاحب ہر وقت خاقان ربانی پر نظر رکھتے تھے۔ پھر اس نے یہ عجیب و غریب آبدوز کیسے بنالی۔“

”ایسے شاطر دماغ کے انسانوں کے لئے یہ معمولی کام ہے۔ خیر۔ ہمیں اب یہ دیکھنا ہے کہ کشتی کا یہ خول کہاں جاتا ہے؟“ عمران نے کہا۔ وہ سکرین سامنے بیٹھے دیر تک اس خول کو دیکھتے رہے۔ جو زیر زمین پانی میں تیرتا چلا جا رہا تھا۔ خاقان ربانی اس کے اندر بیٹھا صاف نظر آ رہا تھا۔ وہ کچھ کاغذات کو الٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا۔ عمران نے مسز شکیل سے پوچھا۔

”ایٹمی پلانٹ سے خاقان ربانی کی غیر موجودگی

ربانی نے اپنے شیشے کے نخل میں لگی ہوئی ایک _____
 سکریں پر بٹن دبایا _____ اور دوسرے ہی لمحے اس
 سکریں پر عمران کا چہرہ منظر آنے لگا _____
 عمران چوٹکے بغیر نہ سکا _____ حیب کہ مسز شکیل
 بھی حیرت زدہ ہو گئی تھیں _____ اسی لمحے خاتون ربانی
 نے ایک بکس اٹھایا _____ اور اسے کھول کر مختلف
 چیزیں نکالنے لگا _____ اور پھر وہ ان چیزوں کی مدد
 سے اپنے چہرے پر _____ ردوبدل کرنے لگا -
 تھوڑی دیر تک وہ خود کو عمران _____ کے روپ
 میں ڈھال چکا تھا _____ اور عمران مہو نچکا سا خاتون
 ربانی کی یہ ساری _____ ! ! ! دیکھ رہا تھا _____
 اس کی سمجھ میں یہ بات نہ آ سکی _____ کہ خاتون
 ربانی کے قد کاٹھ میں صرف _____ انیس بیس
 انفرق رہا ہوگا _____ اور دیکھنے والا جلدیہ اندازہ
 نہیں لگا سکتا تھا _____ کہ وہ عمران ہے
 یا خاتون ربانی _____ !
 قریباً دو گھنٹے بعد شیشے کا نخل _____ انہیں
 پانی کی ادھر پر ہی سطح پر واقع گول کمرے _____ میں داخل
 ہوتا نظر آیا _____ سکریں پر پل بھر کو اندھیرا چھا گیا .

لیکن پھر سکریں پر ایک لفٹ ناکرے کا اندرونی منظر دکھائی
 دینے لگا۔ یہ کمرہ بھی شیشے کے خول کی مانند
 بالکل گول تھا۔ اس میں ہر طرح کا سامان آرائش
 بھی موجود تھا۔ کمرے میں ایک گھنٹے سیمینیم
 آدمی نے کوئی بٹن دبایا۔ اور شیشے کا خول کچی
 سیپ کی مانند کھل گیا۔ خاتان ربانی باہر آگیا۔
 اس نے سیمینیم آدمی سے کچھ پوچھا۔ وہ
 شیفلڈ تھا۔ اس نے خاتان ربانی کو کچھ کہا۔
 اس اثناء میں وہیں موجود عمران کا نیگرو باڈی گارڈ
 جوزف خاتان ربانی کو عمران سمجھ کر اس
 سے لپٹ گیا۔ یہ سب کچھ دیکھ کر عمران
 بھونچکا سا رہ گیا۔ وہیں سے عمران نکلا تو جویا
 اور تنویر وغیرہ مل گئے۔ اور پھر وہیں سے
 لے کر مسلم آباد کی شمالی پہاڑیوں تک عمران
 سب کچھ چھٹی پھٹی آنکھوں سے ایک خوفناک
 فلم کی طرح دیکھتا رہا۔ خاتان ربانی نے
 شیفلڈ سے جو بات چیت کی تھی۔ وہ انگریزی
 میں ایک ذیلی سکریں پر نمودار ہو گئی۔
 خاتان ربانی نو شیفلڈ نے ہدایت کی تھی کہ

چیف باس کے حکم کے مطابق _____ کل تک ایمنی
 پلانٹ کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے اور _____
 اس کے لئے ایمنی پلانٹ کے _____ چہار گز نا بکری
 نہروں کا حصار بھی _____ ختم کر دیا جائے _____
 خاتان ربانی نے جواباً "شیفلڈ کو بتایا کہ _____
 "نا بکری نہروں کا حصار ختم کر دیا گیا ہے _____ اور _____
 اب ایمنی پلانٹ کا نام و نشان مٹا دیا جائے _____
 عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے مسر
 شکیل کی طرف دیکھا _____ وہ بڑی محویت سے
 سکرین کی طرف متوجہ تھی _____
 "میرا خیال ہے _____ ہمیں بہت زیادہ معلومات
 حاصل ہو گئی ہیں _____؟
 عمران نے اس سے کہا _____
 "میں اس بات سے پریشان ہوں _____ کہ کیا
 واقعی ایمنی پلانٹ کو تباہ کر دیا جائے گا _____؟
 مسر شکیل نے پریشان کن لہجے میں عمران سے کہا _____
 "میرے ہوتے ہوئے ایسا نہیں ہو سکتا _____
 خاتان ربانی نے بے شک _____ نا بکری نہروں
 کا حصار ختم کر دیا ہے _____ لیکن پھر بھی اس عظیم

ایمٹی پلانٹ کو تباہی سے یقیناً بچاؤں گا۔ اس _____
 ایمٹی پلانٹ کی سلامتی ہمارے _____ ملک کی
 ڈیفنس لائن میں سنگ میل کی _____ حیثیت رکھتی
 ہے۔ _____ اور میں اپنے ملک کو کبھی
 کمزور نہیں ہونے دوں گا۔ _____؟

عمران کے ہجے میں جوش _____ اور جذبہ
 شامل تھا۔ _____

_____ ہمیں اس سنگین صورت حال کی اطلاع
 فوراً انٹیلی جنس تک _____ پہنچا دینی چاہیے۔ _____؟
 مسز تشکیل نے مشورہ دیا۔ _____

_____ نہیں۔ _____ ایسا کرنے کی کوئی
 ضرورت نہیں۔ _____ زیادہ سے زیادہ یہی ہو سکتا
 ہے کہ دشمن _____ ایمٹی پلانٹ پر ہوائی حملہ
 کرے گا۔ _____ ایسی صورت میں ہم دشمن
 کا بھرپور مقابلہ کریں گے۔ _____؟

عمران نے ان کی تجویز رد کرتے ہوئے کہا۔ _____
 اسی لمحے کمرے میں لگا ہوا _____ ایک چھوٹا سا
 سرخ بلب اسپارک کرنے لگا۔ _____ مسز تشکیل
 نے جلدی سے ایک _____ بٹن دبایا۔ _____ اور

ایک دوسری سکرین روشن ہو گئی۔ اس سکرین پر شیشے کا خول نظر آ رہا تھا۔ جس میں شیفلڈ بیٹھا ہوا تھا۔ شیشے کا خول اپنے چیمیر پر اکھڑا ہو گیا تھا۔ چند لمحوں بعد شیشے کے خول کی چھت میں شکاف نمودار ہوا۔ اور لفٹ نیچے آگئی۔ شیفلڈ اس لفٹ میں سوار ہو گیا۔ اور لفٹ اوپر کی طرف سفر کرنے لگی۔

”چلو۔۔۔۔۔ ہمیں فوراً اس قید خانے میں چلنا چاہیے۔“

عمران نے جلدی سے اٹھتے ہوئے۔

مسز شکیل سے کہا۔

”کیا مطلب۔۔۔۔۔ ہم بڑی مشکل سے وہاں سے اپنی جان چھڑانے میں کامیاب ہوئے ہیں اب دوبارہ وہاں قید ہونے کی کیا مصیبت ہے؟“

مسز شکیل نے حیرانگی سے کہا۔

”میں آپ کو تمام بات سمجھاتا ہوں۔“

شیفلڈ سیدھا اس قید خانے میں آئے گا۔ ہمیں خود کو قیدی بنا کر وہاں موجود ہونا چاہیے۔ اس طرح میں بہتر طریقے سے اسے قابو کرنے

یا تو اس کے ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ رقص کرنے لگی۔ اس نے دیوار پر لگا ہوا۔

ایک بٹن اُن کیا۔ تو قید خانے میں روشنی پھیل گئی۔ اس نے عمران کی طرف دیکھا۔ جس کے چہرے پر حائقوں کے۔ ڈوگرے

برس رہے تھے۔ مسٹر عمران۔ اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔

اس نے باوقارہ لہجے میں کہا۔ میں اپنی جسمانی قوت سے۔ مرحوم ہیں۔ جیسا۔

عمران نے معصوم لہجے میں جواب دیا۔ مرحوم ہو۔ کیا مطلب۔

شیفلڈ نے چونک کر پوچھا۔ اس کا مطلب ہے محروم ہوں۔ تم تو بالکل

ان پڑھ جاہل ہو۔ نہ جانے تمہیں کس گدھے کے تایا جان نے افسر بنا دیا ہے۔ ورنہ تمہیں

تو کسی ہسپتال کے مردہ خانے میں۔ چھڑا اسی ہونا چاہیے تھا۔

عمران نے طنز بھرے لہجے میں کہا۔

” بلواس نہ کرو۔۔۔۔۔ جانتے ہو میں کون ہوں۔“
 شیفلڈ نے اپنی توہین پر چپکاڑتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔
 جانتا تو ہوں۔۔۔۔۔ لیکن مجھے کیا ضرورت ہے
 کہ سر بازار تمہاری اصلیت کا بھانڈا پھوڑتا پھروں اور سب
 کو یہ بتاتا پھروں۔۔۔۔۔ کہ تم آکسفورڈ کے فٹ
 پاتھوں پر پاشش۔۔۔۔۔ کی دوکان سے جاؤ۔
 بیٹھے ہوا کرتے تھے۔۔۔۔۔؟
 عسکران کی ا۔۔۔۔۔ پر شیفلڈ کا۔۔۔۔۔
 چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔۔۔۔۔ وہ دانت
 کچکچاتا ہوا بولا۔۔۔۔۔
 ” کاشش۔۔۔۔۔ چیف باس سے مجھے نہیں
 زندہ لانے کے لئے نہ کہا ہوتا۔۔۔۔۔ تو میں تمہاری
 ہڈیاں پسلیاں۔۔۔۔۔ ایک کمر کے رکھ دیتا۔“
 ” اے جاؤ۔۔۔۔۔ بہت دیکھے ہیں تم جیسے گیدڑ
 جھکور پہلے ڈینگیں مارتے ہیں۔۔۔۔۔ اور پھر دم
 و باکر بھاگتے ہیں۔۔۔۔۔ تمہیں تو شرم سے ڈوب
 مرنا چاہیئے پھچھوڑے۔۔۔۔۔؟
 عمران نے مسخروں کی طرح منہ بگاڑ بگاڑ کر شیفلڈ کی

اس نے ہوسٹر سے پستول نکال لیا۔
 ”میں تمہاری کھوپڑی اڑا دوں گا۔“

وہ غصے کی شدت سے چیختا ہوا بولا۔
 اس سے پہلے کہ وہ فائر کرتا اس کا پستول

ہوا میں لہراتا ہوا۔
 عمران نے لیٹے لیٹے ایسی ٹانگ چلائی تھی کہ شیفلڈ

کو کچھ کرنے کا موقع ہی نہ مل سکا۔
 لمحے عمران نے تلا بازی لگائی اور ابھڑک کر اٹھن

کھڑا ہو گیا۔

”اوہ۔۔۔ اوہ۔۔۔ یہ۔۔۔ تم۔۔۔“

شیفلڈ اسے اس حالت میں دیکھ کر مہوچکا

رہ گیا۔ وہ بھی سمجھ رہا تھا کہ عمران

قوت سے محروم ہے۔ اس لئے وہ مزاحمت

نہ کر سکے گا۔ لیکن عمران کو اس حالت

میں دیکھ کر اس کی آنکھیں پھٹی پھٹی رہ گئی

تھیں۔

”میں بالکل ٹھیک ٹھاک ہوں جناب عالی۔“

اب ذرا دودو لہتہ ہو جائیں تو کیسا رہے؟

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

راستے سے اپنی رہائش گاہ کے اندر آگئے۔
 منر شکیل اسے ڈرائنگ روم میں لے آئی۔
 ”میرا خیال ہے اب تمہیں آرام کرنا چاہیے۔
 تمہارے اعصاب تھک چکے ہیں۔“
 ”اس حالت میں جب کہ ملک و قوم کی
 سلامتی داؤ پر لگی ہوئی ہے۔“ مجھ پر آرام حرام ہے؟
 عمران نے جواب دیا۔
 ”یہی وقت ہے کہ ہم حرکت میں آکر۔“ اپنے
 ملک کو تباہی سے بچا سکتے ہیں۔“
 اب تم کیا کرنا چاہتے ہو۔“
 منر شکیل نے اس سے پوچھا۔
 ”میں ایک نئی لائن پر سوچ رہا ہوں۔“ بہر حال
 اس کے متعلق آپ کو بعد میں بتاؤں گا۔ ایمنی
 پلانٹ کے چپے چپے سے تو۔“ آپ واقف
 ہی ہیں۔“ اگر آپ بھی تھوڑی بہت
 تفصیل بتادیں۔“ تو شاید میں اسے بچانے کے
 لئے کوئی تدبیر کر سکوں۔“
 ”ٹھیک ہے۔“ تم میرے ساتھ آؤ۔“
 منر شکیل نے کہا۔

سے ہی پورے ایٹمی پلانٹ کی مشینری _____ کو بھی
 کنٹرول کیا جاتا تھا _____ عمران ایک ایک چیز کا
 جائزہ لیتا رہا _____ منترشکیل بھی اسے ساتھ ساتھ
 اپنی بساط کے مطابق معلومات _____ فراہم کرتی
 جاتی تھیں _____ کئی چیزیں ایسی تھیں _____
 جن کے متعلق وہ خود بھی کچھ نہ جانتی تھی _____
 ایک مشین کے پاس پہنچ کر _____ عمران ٹھٹک
 کر رہ گیا _____ اس مشین پر مختلف رنگوں
 کے بے شمار بٹن لگے ہوئے تھے _____ ان بٹنوں
 کے نیچے انگریزی حروف ہیں _____ لکھا گیا تھا
 کہ وہ کیا کیا کام سرانجام دیتے ہیں _____ لیکن سبز
 رنگ کے ایک بٹن کے نیچے سے _____ حروف
 کو کھڑج دیا گیا تھا _____ عمران نے منترشکیل سے
 اس کے متعلق دریافت کیا _____ لیکن انہوں نے
 لاعلمی کا اظہار کیا _____ عمران کے ذہن میں فوراً
 ایک خیال کو ندا _____ اس نے جلدی سے مدد
 نکالا _____ اور اس کی مدد سے کھرچے ہوئے حروف
 پڑھنے کی کوشش کرنے لگا _____ خاصی تنگ و دو
 کے بعد بالآخر وہ یہ جاننے میں _____ کامیاب ہو

” لیکن پہلے ایک کپ چائے — — — :۔

انہوں نے کہا اور کچن کی طرف چلی گئیں — — — جلد ہی

وہ چائے اور سینڈوچ لے کر آگئی — — — عمران نے

ایک سینڈوچ کھایا — — — اور چائے پی کر تازہ دم ہو گیا
چنانچہ وہ رہائش — — — سے نکلے — — — اور ایٹمی پلانٹ

کے مختلف شعبہ جات پر جانے لگے — — — مسز

شکیل جن شعبوں کے متعلق کچھ جانتی تھیں — — — وہ

عمران کو بھی اس کے متعلق آگاہ کرتی جاتی تھیں — — —

کہ ایٹمی پلانٹ انتہائی وسیع و عریض رقبے پر — — —

پھیلا ہوا تھا — — — اور یہاں ایٹم بم کی تیاری — — —

کے لئے ایندھن تیار کیا جاتا تھا — — — وہ تمام رات

ایٹمی پلانٹ کی بھول جلیوں میں چکر کرتے رہے — — —

صبح کے وقت وہ تمام — — — ایٹمی پلانٹ گھوم

چکے تھے — — — صرف ایٹمی پلانٹ کی حفاظت

کے لئے نصب میزائلوں کا کنٹرول روم دیکھنا — — —

باقی رہ گیا تھا — — —

چنانچہ مسز شکیل عمران کو کنٹرول روم میں — — —

لے گئیں — — — یہاں سے نہ صرف حملہ آور دشمن

پر جوابی حملہ کیا جاسکتا تھا — — — بلکہ اس کنٹرول روم

گیا کہ وہ بن کون سا کام سرانجام دیتا ہے —————
 اس کے ہونٹوں پر ایک عجیب سی ————— مسکراہٹ
 پھیل گئی تھی ————— پھر وہ ایٹمی پلانٹ کی عمارت
 سے نکل کر ————— دوبارہ ریڈیشن گاہ میں آگئے
 سنٹر کیل تھکاوٹ کی وجہ سے ————— چور ہو رہی
 تھی اور آرام کرنا چاہتی تھی ————— جب کہ عمران کو
 ایک ضروری فون کرنا تھا —————
 ڈاکٹر شکیل خان کی ریڈیشن گاہ پر ————— جو
 ٹیلی فون موجود تھا ————— اس کا نمبر ڈائل کر لے کر
 میں موجود نہیں تھا ————— اور پاکیشیا کے حرف
 چند محدود افراد ہی خفیہ نمبر ڈائل کر کے یہاں —————
 فون کر سکتے تھے ————— عمران نے ٹیلی فون کا
 رسیپور اٹھایا اور ————— سر سلطان کے نمبر ڈائل
 کرنے لگا ————— سلسلہ ملنے پر دوسری طرف
 سے سر سلطان کے پی اے نے فون اٹھ لیا —————
 عمران کے دریافت کرنے پر ————— اس نے
 بتایا کہ سر سلطان ————— ایک اہم میٹنگ میں شرکت
 کے لئے پریڈیٹڈ ہاؤس جا چکے ہیں —————
 عمران نے سلسلہ منقطع کیا ————— اور فیاض کے

گھر کے نمبر ملانے لگا۔ فیاض گھر پر موجود تھا۔

اس نے خود ہی کال ریسیو کی۔

”سوپر۔ کیا حال چال ہے۔“

عمران نے شوخ ہلچے میں پوچھا۔

”میں ٹھیک ہوں۔ لیکن تم دو دن سے غائب

ہو۔ اور ڈاکٹر ٹکیل کی گمشدگی بھی

ابھی تک معتمہ بنی ہوئی ہے۔“

فیاض نے نکتہ مند ہلچے میں کہا۔

معتمہ حل ہو جائے گا۔ فی الحال تم اپنی نگرہ کرو۔

جلد یا بدیر مسلم آباد پر ہوائی حملہ ہونے

والا ہے۔ اگر اس حملے کو پسپا نہ کیا گیا

تو وسیع پیمانے پر تباہی و بربادی رونما

ہو سکتی ہے۔ لہذا اپنے چیف باس کو قبل

از وقت آگاہ کرو۔“

عمران نے اسے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

”یہ تم کیا کہہ رہے ہو عمران۔ کیا تم سنجیدہ ہو؟“

فیاض کے ہلچے میں حیرت شامل تھی۔

”میں بالکل سنجیدہ ہوں سوپر۔ اود آنے

والے خطرے سے تم قبل از وقت آگاہ کر دیا ہے جو میرا

فرض تھا _____ میں دراصل ایک اہم مشن پر لگا ہوا
ہوں _____ لہذا میرا فوری طور پر مسلم آباد آنا
ممکن نہیں ہے _____ اب جو بھی کرنا ہے تم لوگوں
کو کرنا ہے _____؟

عمران نے سنجیدہ ہلچے میں کہا _____
”میں حکام بالا کو اس سے آگاہ کئے دیتا ہوں _____
لیکن تم کہاں سے بول رہے ہو _____؟“
فیاض نے بوجھا _____ اس کے انداز سے محسوس
ہو رہا تھا _____ کہ اس نے عمران کی پیش گوئی
کو محض مذاق سمجھا ہے _____
”کوہِ قات میں واقع عفریت دیو کے محل سے _____
اس کی بھانجی گلزار پدی سے میرا _____ نیا نیا
عشق شروع ہوا ہے _____ اس نئے فی الحال
میں نے یہیں قیام کا فیصلہ کیا ہے _____ اگر واپسی
کا کوئی ارادہ ہوا _____ تو ہمیں ضرور آگاہ کروں گا
خدا حافظ _____؟“

عمران نے کہا اور ساتھ ہی ریسورکر میڈل پر رکھ دیا۔
وہاں سے عمران سیدھا کنٹرول روم میں آگیا _____
مسز شکیل جو بے انتہا تھکاوٹ محسوس کرتی تھی _____

اپنے بیڈ روم میں آرام کر رہی تھی۔ عمران کبھی گھنٹے تک کنٹرول روم میں۔۔۔ مختلف آلات کو الٹ پلٹ کرنے۔۔۔ میں مصروف رہا اور پھر اچانک ہی ایک دیوار پر لگی ہوئی ایک جھوٹی سی سکرین کے اوپر۔۔۔ لگا ہوا انتھا سا سرخ ہندسہ اسپارک کرنے لگا۔۔۔ عمران نے ٹی وی اسکرین کے نیچے۔۔۔ موجود مشین پر سے ایک بٹن آن کر دیا۔۔۔ سکرین روشن ہو گئی اور اس پر ایک سفید رنگ کا ہیلی کاپڑ نظر آنے لگا۔

سفید ہیلی کاپڑ پاکیشیا کی جنوب مغربی سمت سے نمودار ہوا تھا۔۔۔ اور اس کا رخ نسیم آباد کی جانب تھا۔۔۔ عمران نے دائیں دیوار پر لگی ہوئی مرکزی شیشے کی ایک بہت بڑی پلیٹ روشن کر دی۔۔۔ اس پلیٹ پر شنگو لیہ کی پہاڑیوں کا نقشہ بنا ہوا تھا۔۔۔ ان پہاڑیوں کے درمیان سرخ گو لے سے۔۔۔ اس جگہ کو نمایاں کیا گیا تھا۔۔۔ جس جگہ ایٹمی پلانٹ موجود تھا۔۔۔ عمران نے ایک اور بٹن دبایا تو نقشے کی اوپری سمت سے تیر کا ایک نشان نمودار ہوا۔۔۔

جو آہستہ آہستہ نمایاں ہوتا چلا گیا۔۔۔۔۔ تیر کے اس
 نشان کا رخ سرخ گولے کی جانب تھا عمران
 فوراً ہی سمجھ گیا کہ سفید ہیلی کاپٹر۔۔۔۔۔ جو جنوب
 مغربی سرحد سے نمودار ہوا ہے۔۔۔۔۔ ایٹمی پلانٹ
 کی طرف بڑھتا چلا آرہا ہے۔۔۔۔۔ سرحدوں
 سے اس قدر دور تھی کہ۔۔۔۔۔ وہاں سے اس ہیلی کاپٹر
 کا دیکھ لیا جانا ممکن نہیں تھا۔۔۔۔۔ عمران سوچنے لگا
 تھا کہ نہ جانے ہیلی کاپٹر۔۔۔۔۔ سرحد کد اس
 کہ کے غیر ملکی حدود میں داخل ہو گیا ہے۔
 سفید ہیلی کاپٹر برق کی سی تیزی سے۔۔۔۔۔
 ایٹمی پلانٹ کی طرف بڑھتا۔۔۔۔۔ چلا آرہا تھا
 عمران ایک مشین کے سامنے۔۔۔۔۔ چوکنا کھڑا تھا
 اور اس کی نظریں مسلسل ٹی وی سکرین پر جمی
 ہوئی تھیں۔۔۔۔۔ جس پر سفید ہیلی کاپٹر نظر آرہا تھا
 تھوڑی ہی دیر میں وہ سفید ہیلی کاپٹر۔۔۔۔۔ ایٹمی پلانٹ
 کے عین اوپر پہنچ چکا تھا۔۔۔۔۔ عمران کی کیفیت یہ
 تھی کہ وہ بت کی مانند ساکت تھا۔۔۔۔۔ اور اس
 کے ہاتھ مشین پر ٹکے ہوئے۔۔۔۔۔ دو ہینڈلوں
 پر مضبوطی سے جمے ہوئے تھے۔۔۔۔۔

اچانک ہیلی کا پٹر کے نچلے حصے میں ایک چھوٹا سا سوراخ
 نمودار ہوا۔ اور پھر اس میں سے ایک میزائل
 نیچے گرا دیا گیا۔ میزائل کا رخ ایٹمی پلانٹ کی طرف
 تھا۔ لیکن ایٹمی پلانٹ کے قریب پہنچتے ہی
 اس کا رخ اچانک بدل گیا۔ اور وہ مشرق کی سمت
 میں نکلتا چلا گیا۔ لیکن اس کے بعد ہیلی کا پٹر
 سے اسی طرح کا ایک اور میزائل گرا دیا
 گیا۔ لیکن اس کا بھی وہی حشر
 ہوا۔ اسی لمحے عمران نے ایک ہینڈل زور
 سے کھینچ لیا۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور
 پرندے سے مشابہہ کوئی شے۔ ایٹمی
 پلانٹ کی چوٹی پر بنے ہوئے۔ ٹاور سے
 نمودار ہوئی۔ اور برق کی سی تیزی سے سفید
 ہیلی کا پٹر کی طرف پکی۔ اگر ہیلی کا پٹر فوراً
 اسے پہلے نقصان میں غوطہ نہ لگا جاتا تو یقیناً
 وہ پرندہ نما چیز جو۔ دراصل ایک خطرناک
 بم تھا۔ ہیلی کا پٹر سے ٹکراتا اور اس کے
 پر خچے اڑ جاتے۔
 عمران نے ہینڈل ریورس۔ کر کے دوبارہ

کھینچا _____ ٹاور سے ایک اور پرندہ نما برآمد ہوا
 لیکن اس مرتبہ بھی ہیلی کا پٹر _____ اس کی زد
 میں آنے سے بچ گیا _____ عمران اس پر مزید بم
 پھینکنے کا ارادہ رکھتا تھا _____ لیکن اچانک ہی ہیلی
 کا پٹر کارخ مغرب کی طرف مڑ گیا _____ اور وہ
 جس طرف سے آیا تھا _____ اسی طرف کو نکلتا
 چلا گیا _____ عمران اس مشین سے ہٹ کر
 تیزی سے ایک بڑی _____ ٹی وی سکرین
 پر آ گیا _____ اس نے ایک بٹن دبایا اور ٹی وی
 سکرین روشن ہو گئی _____ عمران نے ایک
 دو چینل بدے تو سکرین پر _____ دارالحکومت
 کا منظر دکھائی دینے لگا _____ جسے دیکھ کر عمران
 کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں _____ دارالحکومت
 پر قیامت لڑی ہوئی تھی _____ سفید ہیلی کا پٹر
 سے پھینکے گئے _____ میزائل جنہیں ایٹمی پلانٹ
 کے گرد پھیلی ہوئی طاقتور _____ تابکاری لہروں نے
 دوسری طرف موڑ دیا تھا _____ وہ اڑتے
 ہوئے دارالحکومت _____ پر آگے تھے یہی نہیں
 بلکہ ان _____ میزائلوں کے پھٹنے کے بعد ان میں

سے بلیڈ کی طرح تیز دھار _____ ٹسل نکلے تھے۔ جو
 لوگوں پر گرتے _____ اور ان کے چھتیرے اڑاتے
 چلے جاتے _____ اور اگر کسی عمارت سے ٹکراتے
 تو اسے بلے کے ڈھیر _____ میں تبدیل کر کے
 رکھ دیتے _____۔

عمران نے اپنی سمجھ بوجھ سے _____ ایٹمی پلانٹ
 کو تو بچا لیا تھا _____ مگر اس قیامت کو روکنا
 اب اس کے بس میں نہیں تھا _____ میزائلوں
 سے نکلے ہوئے کئی ٹسل _____ دارالحکومت
 کے نواح میں واقع _____ اسلحہ ساز فیکٹری
 پر جا گرے تھے _____ اور فیکٹری کے اندر
 موجود بارود پھٹ پڑا تھا _____ جس نے مزید
 قیامت برپا کر دی تھی _____ ارد گرد کی تمام
 بڑی عمارتیں منہدم ہو گئی تھیں _____ لوگوں
 کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا _____ کہ یہ تباہی و بربادی
 کس طرح پیدا ہوئی ہے _____؟

عمران تباہیت بے بسی سے _____ یہ قیامت
 دیکھتا رہا _____ سینکڑوں انسان اس کی آنکھوں
 کے سامنے جاں بحق ہو گئے _____ اور ہزاروں

شدید زخمی ہو گئے اور وہ کچھ بھی نہ کر سکا۔ وہ کہہ
 بھی کیا سکتا تھا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو جھیلانے
 لگے۔ اپنے وطن کی اس قدر ہولناکی
 تباہی پر اس کا دل ادا اس ہو گیا تھا
 اور پھر اس کے دل میں ایک جوش ایک
 ولولہ پیدا ہوا۔ دشمن سے بھیانک انتقام
 کا جوش اس نے دشمنوں کو ایک
 ہیبت ناک انجام سے دوچار کرنے کا
 فیصلہ کر لیا۔ وہ دیر تک سر جھکائے کچھ
 سوچتا رہا۔

آخر کار وہ کنٹرول روم سے نکلا اور
 ڈاکٹر شکیل کی رہائش گاہ پر آ گیا۔ ستر
 شکیل کا حال بھی بُرا تھا۔ اپنی قوم کی تباہی
 و بربادی پر وہ اب تک بارہتیں لٹی وکی کی نشریات
 پورے ملک میں ایک دم جام کر کے اس
 المناک حادثہ کا اعلان کیا گیا۔ اردو تلاوت قرآن
 پاک شروع کر دی گئی۔
 عمران ڈرائنگ روم میں آکر شکست
 خوردہ سپاہی کی طرح صوفے پر راز ہو گیا

اس کے اعصاب تھکے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ لیکن دماغ
میں انتقام کی آگ بھری ہوئی تھی۔۔۔۔۔ وہ کسی
گہری سوچ میں گم تھا۔۔۔۔۔ کتنی ہی دیر تک وہ کچھ
سوچتا رہا۔۔۔۔۔ وہ اس قدر کھویا ہوا تھا۔۔۔۔۔
کہ اسے سترشکیل کی موجودگی کا علم نہ ہو سکا۔۔۔۔۔ وہ
چائے کا کپ تھامے اس کے پاس کھڑی تھی۔۔۔۔۔
” عمران۔۔۔۔۔ تم بہت پریشان ہو۔۔۔۔۔
لو چائے پی لو۔۔۔۔۔“

عمران نے چونک کر سر اٹھایا۔۔۔۔۔ سترشکیل
اس کی آنکھوں میں درڑتی سرخی دیکھ کر۔۔۔۔۔ گہرا غم
عمران بولا۔۔۔۔۔
” نہیں سترشکیل۔۔۔۔۔ میں چائے نہیں پیوں گا۔
مجھے دشمنوں کا خون چاہیئے۔۔۔۔۔ میں اس ملک
کے دشمنوں کا خون پیوں گا۔۔۔۔۔ میں انہیں زندہ
نہیں چھوڑوں گا۔۔۔۔۔“

عمران انتہائی جذباتی ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ ستر
شکیل اس المناک حادثہ پر۔۔۔۔۔ اور بھی زیادہ
اشک بار ہو گئیں۔۔۔۔۔ اس مادے میں بے پناہ
جانی و مالی نقصان ہوا تھا۔۔۔۔۔ اور عمران کے لئے

یہ سب کچھ ناقابل برداشت تھا۔

عمران غورٹی بعد پر سکون۔۔۔۔۔ حالت میں
آچکا تھا۔۔۔۔۔ وہ چائے کے ہلکے ہلکے۔۔۔۔۔

گھونٹ بیتا رہا۔۔۔۔۔ چائے پینے کے بعد اچانک
عمران کو کچھ یاد آگیا۔۔۔۔۔ وہ اٹھا اور ٹائلٹ میں
گھس گیا۔۔۔۔۔ ٹائلٹ میں گھسنے کے بعد۔۔۔۔۔

اس نے دروازہ اور کھڑکی بند کی۔۔۔۔۔ اور اپنی واضح
ٹرانسمیٹر کاؤنڈ بن کر کھینچ کر۔۔۔۔۔ کسی کی فریڈمشی
ملائے لگا۔۔۔۔۔ غالباً وہ کسی ممبر کو کال۔۔۔۔۔

کہنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔ اور منتر تشکیل کے سامنے
اس نے اپنی اصلیت ظاہر کرنا۔۔۔۔۔ مناسب نہ
سمجھا تھا۔۔۔۔۔ چند لمحوں کے توقف کے بعد
دوسری جانب سے۔۔۔۔۔ صفدر کی آواز سنائی دی

تھی۔۔۔۔۔
”صفدر۔۔۔۔۔ اسٹنگ فرام دس اینڈ۔۔۔۔۔ اور؟“

”عمران کانگ یو۔۔۔۔۔“

عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔۔۔۔۔

”عمران صاحب۔۔۔۔۔ آپ۔۔۔۔۔ آپ۔۔۔۔۔

کہاں ہیں۔۔۔۔۔؟“

صفدر نے بوکھلائے ہوئے ہلچے میں پوچھا —
 ” یہ میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا — تم بتاؤ کہاں
 ہو — “

عمران نے سپاٹ ہلچے میں کہا —
 ” جی — میں چیف کی ہدایت کے مطابق
 نعمانی، صدیقی اور چوہاں کے علاوہ — ایٹلی جنس
 کے سپیشل سکواڈ کے ساتھ — شہروں کے
 مختلف مقامات پر چھاپے مار رہے ہوں — شہر
 کی حالت بہت نازک ہے — عمران صاحب!
 صفدر نے جلدی جلدی بتایا — عمران
 فوراً ہی سمجھ گیا ہے — کہ اس حادثے کے
 بارے میں کہہ رہے ہیں — جو کچھ دیر پہلے رونما
 ہو چکا تھا — عمران دوبارہ بولا —
 ” مجھے ایک بہت اہم انفرمیشن ملی ہے صفدر —
 کیا تم ایکسٹو کی اجازت کے بغیر — اس پر
 عمل کر دے گے — “

” کیوں نہیں عمران صاحب — آپ کی اطلاع
 معمولی نہیں ہو سکتی — “
 صفدر نے مٹھوس ہلچے میں کہا —

تو پھر سنو۔۔۔۔۔ تم فوراً لالہ زار کالونی کی تیسری
 سڑک پر پہنچ جاؤ۔۔۔۔۔ وہاں ایک تین منزلہ عمارت
 ہے۔۔۔۔۔ اس کا نام ”جبران ہاؤس“ ہے اس میں
 داخل ہو جاؤ۔۔۔۔۔ جو بھی ملے قابو کر لو۔۔۔۔۔
 یا موت کے گھاٹ اتار دو۔۔۔۔۔ یہ عمارت وزیر
 دفاع جبران طلحہ کی ملکیت ہے۔۔۔۔۔ اگر وہ خود
 بھی ملے تو مت بخشو۔۔۔۔۔؟
 عمران نے تیز لہجے میں کہا۔۔۔۔۔ اور پھر عمارت
 کی پوری لوکیشن کے۔۔۔۔۔ بارے میں صفدر کو
 آگاہ کر دیا۔۔۔۔۔
 ”لیکن۔۔۔۔۔ اس کے بعد کیا کرنا ہوگا۔۔۔۔۔؟“
 صفدر نے تشویش سے پوچھا۔۔۔۔۔
 ”اس کے بعد۔۔۔۔۔ تم جبران ہاؤس کے کونڈور
 کے دائیں طرف کے۔۔۔۔۔ تیسرے کمرے
 میں داخل ہو جاؤ۔۔۔۔۔ اس کمرے میں کپڑوں کی
 ایک الماری نصب ہے۔۔۔۔۔ اس الماری کی غبی
 دیوار کے ادب پر ہی حقے پر۔۔۔۔۔ بائیں کونے میں
 سرخ رنگ کا ایک۔۔۔۔۔ نشان موجود ہے۔۔۔۔۔
 تم کسی پن کے ذریعے۔۔۔۔۔ اس سرخ نشان کو

عمران نے اس کی بات قطع کرتے ہوئے کہا ۔
 ”اوکے سر ۔۔۔۔۔ میں عدوانہ ہو رہا ہوں ۔۔۔۔۔“
 صفدر نے جواب دیا ۔۔۔۔۔ عمران تے اوور اینڈ آل
 کہا ۔۔۔۔۔ اور پھر واقع ٹرانسمیٹر بند کر کے
 ٹائمڈ سے باہر نکل آیا ۔۔۔۔۔

منز شکیل ۔۔۔۔۔ میں ایک اہم مشن پر جا رہا ہوں
 میری غیر موجودگی میں ایچی پلانٹ کا کام کنٹرول
 سسٹم آپ کو سنبھالنا ہے ۔۔۔۔۔ ویسے دشمن
 اب اس طرف کا رخ کرے گا ۔۔۔۔۔؟
 ”تم بے فکر رہو عمران ۔۔۔۔۔ میں یہ کام بخوبی انجام
 دوں گی ۔۔۔۔۔؟“

منز شکیل نے مطمئن لہجے میں کہا ۔۔۔۔۔
 ”اور ہاں ۔۔۔۔۔ آپ کو سکدین پر خاتمان ربانی کو
 نوٹس کر کے مجھے اس کے متعلق ۔۔۔۔۔ بتانا ہو گا
 اس کے لئے آپ مجھے ٹرانسمیٹر رپورٹ
 دیتی رہیں ۔۔۔۔۔ اور میں آپ کی رپورٹ کے مطابق
 اس کا پیچھا کروں گا ۔۔۔۔۔ میری ٹریکونٹی نوٹ کر
 لیں ۔۔۔۔۔؟“

عمران نے کہا اور اپنے ٹرانسمیٹر کی ۔۔۔۔۔ ٹریکونٹی

منتر تشکیل کو نوٹ کر وادی ۔۔۔۔۔۔

” ٹھیک ہے عمران ۔۔۔۔۔۔ میری دعائیں تمہارے

ساتھ ہیں ۔۔۔۔۔۔ تم ضرور کامیاب ہو گے ۔۔۔۔۔۔“

منتر تشکیل نے کہا ۔۔۔۔۔۔ عمران نے انہیں چند مزید

ہدایات دیں ۔۔۔۔۔۔ اور پھر وہ ریل سٹیشن گاہ سے نکل

کر ایٹمی پلانٹ کے مختلف ۔۔۔۔۔۔ راستوں سے

ہوتا ہوا اس لفٹ میں آگیا ۔۔۔۔۔۔ جو اسے زیر زمین

واقعہ شیشے کے خول میں پہنچا سکتی تھی ۔۔۔۔۔۔

لفٹ میں داخل ہو کر ۔۔۔۔۔۔ عمران نے مٹی دبایا

اور وہ نیچے کی طرف سفر کرنے لگی ۔۔۔۔۔۔ چند لمحوں

بعد وہ شیشے کے خول میں داخل ۔۔۔۔۔۔ ہو چکی تھی

جو زیر زمین اپنے چیمبر پر کھڑا تھا ۔۔۔۔۔۔ لفٹ سے

باہر نکل کر ۔۔۔۔۔۔ عمران نے اس کا بیرونی بٹن

دبایا اور لفٹ دوبارہ اوپر چلی گئی ۔۔۔۔۔۔ شیشے

کے خول کا دروازہ بند ہو گیا ۔۔۔۔۔۔ عمران ریواننگ

چیمبر پر بیٹھ گیا ۔۔۔۔۔۔ اور واضح ٹرانسمیٹر پر بلیک

زیر وکی فریکوئنسی سلسلے لگا ۔۔۔۔۔۔ سلسلہ جلد ہی

مل گیا ۔۔۔۔۔۔ اور دوسری طرف سے بلیک زیر و

کی مخصوص مہرائی ہوئی آواز سنائی دی ۔۔۔۔۔۔

” ایکسٹو ————— اسٹڈنٹ فرام دس اینڈ —————
 اور —————؟“

” میں عمران بول رہا ہوں طاہر —————؟“

عمران نے جواباً کہا —————۔

” عمران صاحب ————— آپ خیریت سے تو ہیں
 آج دوسرا دن ہے آپ کے بارے میں ————— کوئی
 خبر نہیں؟“

” شنگولیہ ایملی پلانٹ کے اندر ————— اُبھ گیا
 تھا ————— تم سناؤ —————؟“

” جناب ————— جوزف کا کچھ پتہ نہیں ————— جولیا
 تنویر اور کیپٹن فیروز، صفدر وغیرہ کو ————— میں نے
 بحیثیت ایکسٹو مجرموں کی ————— تلاش میں
 روانہ کر دیا ہے ————— سانحہ مسلم آباد کے مجرموں کی
 تلاش میں ————— شہر کی صورت حال تو —————

بہت ہی خراب ہے عمران صاحب ————— اور میں
 جولیا کا سنائیں ————— میں نے ابھی کچھ دیر پہلے ڈائریکٹر
 پر اس سے رابطہ کیا تھا ————— اور آپ سے بات
 کرانے کو کہا تھا ————— لیکن آپ نے بات نہیں کی۔
 بعد میں جولیا سے کوئی ————— رابطہ نہ ہو سکا —————۔

”جولیا کے ساتھ میں نہیں تھا طاہر۔۔۔۔۔ بلکہ میرے
 میک اپ میں کوئی اور تھا۔۔۔۔۔ اور جولیا اور جوزف
 دونوں ہی چند مجرموں کے زسٹے میں ملک۔۔۔۔۔
 سے باہر جا چکے ہیں۔۔۔۔۔ بہر حال یہ ایک لمبی کہانی
 ہے۔۔۔۔۔ میں نہیں یہ بتانا چاہتا تھا۔۔۔۔۔
 کہ میں خود بھی صفدر وغیرہ۔۔۔۔۔ کے ساتھ ملک
 سے باہر جاؤں۔۔۔۔۔ رو سیاء۔۔۔۔۔
 ایک بہت بڑی سازش کو ناکام بنانا ہے۔۔۔۔۔؟
 ”ٹھیک ہے عمران صاحب۔۔۔۔۔ لیکن میں نے
 ڈائریکٹر آپ سے بے شمار مرتبہ۔۔۔۔۔ رابطہ
 کی کوشش کی لیکن رابطہ قائم نہیں ہوا۔۔۔۔۔ کیا
 وجہ تھی۔۔۔۔۔؟“
 ”میں نے ڈائریکٹر بند کر رکھا تھا۔۔۔۔۔ بہر حال
 تم مجھ سے رابطہ مت کرنا۔۔۔۔۔؟“ ضرورت ہوئی
 تو میں وسیع حیطہ عمل کے۔۔۔۔۔ ڈائریکٹر پر خود
 تم سے رابطہ کر لوں گا۔۔۔۔۔ تم یہاں کی صورت
 حال کو سنبھالے رکھنا۔۔۔۔۔؟“

عمران نے کہا اور پھر اس نے اور اینڈ آل۔۔۔۔۔
 کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔۔۔۔۔ پھر عمران نے اپنے سامنے

لگے ہوئے مختلف آلات کو جیک کیا — اور ایک
 بٹن دبا دیا — شیشے کا خول حرکت میں آیا اور
 آہستہ آہستہ اپنے چیمبر پر سے ہٹنے لگا — پانی
 کے اندر داخل ہو کر وہ لوہے — کے ایک پاؤں پر
 بالکل اسی طریقے سے تیز رفتاری — سے دوڑنے
 لگا — جیسے ریل گاڑی پٹری پر —
 دوڑتی ہے — شیشے کا یہ خول نہایت تیز رفتاری
 سے آگے بڑھتا چلا گیا —

خامصہ طویل سفر کے بعد عمران نے واتح رٹانس میٹر
 پر صفدر کی فریکوئنسی ملائی — اور ایک مخصوص
 ہندسے کے بچنے بجھنے سے — جب اسے اندازہ
 ہو گیا کہ صفدر کی واتح رٹانس میٹر — کا سرخ ہندسہ
 اسپارک کر رہا ہے — تو اس نے اپنی واتح
 رٹانس میٹر کا ونڈ بٹن آف کر کے سلسلہ منقطع
 کر دیا — اس نے صفدر کو مخصوص گنل دے
 دیا تھا — غلطی دیر بعد اس نے زمین کی سطح کے
 اندر روشنی کا ایک ہیولہ دیکھا — شیشے کا خول
 روشنی کے اس ہیولے — کی طرف بڑھتا چلا گیا
 وہ ہیولہ جبران ہاؤس — کا وہ زیر زمین

کہہ تھا جو شیٹے کے اس متحرک نول کا اسٹاپ جمیر تھا ۔
 شیٹے کا نول گول کمرے کے _____ اندر داخل

ہو گیا _____ کمرے میں صفدر حسب توقع موجود تھا
 عمران شیٹے کے نول سے _____ باہر نکلا اور
 جلدی جلدی صفدر کو ہدایات _____ دینے لگا ۔

صفدر نے عمارت میں موجود سیکورٹی _____ کے
 تمام آدمیوں کو بے ہوش کر دیا تھا _____ جبران علمہ

پہلے بارے میں معلوم ہوا کہ _____ وہ جدید جنگی طیاروں
 کی خریداری کے سلسلے میں _____ اُجکل ملک سے
 باہر ہے _____ لہذا جبران باؤس میں اس کی

موجودگی کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا _____ ۔

طے شدہ منصوبے کے مطابق _____ وہ فوراً ہی

گاڑی میں بیٹھے _____ اور گاڑی دارالحکومت کی

شمالی پہاڑیوں کی طرف دوڑنے لگی _____

ڈرائیونگ صفدر کو رہا تھا _____ عمران نے صفدر

کو اپنے مشن سے پوری طرح آگاہ کر دیا تھا _____ اس

کے کچھ دیر بعد عمران نے شنگولہ ایٹمی پلانٹ _____

کے اندر منتر تشکیل سے ٹرانسمیٹر _____ پر رابطہ قائم

کیا اور وہ رے ڈار سکین کی مدد _____ سے عمران

کو خاتان ربانی کے بارے میں رپورٹ دینے لگیں۔
 کہ وہ اس وقت کہاں ہے۔

سرحدی علاقے سے کچھ فاصلے پر انہوں نے
 کار جھوڑی اور پیدل دوڑنے لگے۔ عمران
 نے راستہ اچھی طرح ذہن نشین کر رکھا تھا
 چنانچہ جلد ہی وہ اس غارتہک پہنچے۔

گئے جس میں خاتان ربانی۔۔۔۔۔۔ دوسروں کے
 ساتھ داخل ہوا تھا۔ راستے میں آنے والی
 ہر رکاوٹ کو انہوں نے۔۔۔۔۔۔ بری طرح مسل
 کر رکھ دیا تھا۔ عمران اس وقت برف کا
 گولہ بنا ہوا تھا۔ دراصل اسے خاتان ربانی
 تک پہنچنے کی جلدی تھی۔ جو جولیا اور جوزف
 کو اپنے ساتھ ان جان منزل کی طرف لے جا رہا تھا۔

صفدر اور عمران چند سی۔۔۔۔۔۔ لمحوں میں اس
 گودام سما ہال میں پہنچ گئے۔ جہاں کینیٹیز
 موجود تھے۔ اب یہ اتفاق ہی تھا۔

کہ جب وہ گودام سما ہال میں پہنچے۔۔۔۔۔۔ تو آخری
 کینیٹیز سرنگ میں داخل ہو رہا تھا۔ وہ دونوں
 بجلی کی سسی تیزی سے اچھلے۔۔۔۔۔۔ اور آخری

کینٹیز پر جا پڑے ————— عمران نے صفدر کو وہیں پڑے
 رہنے کی ہدایت کی ————— اور خود نہایت تیزی
 سے آگے بڑھنے لگا ————— خاتون ربانی انجن پر
 موجود تھا ————— جو لیا اور جوڑت اس کے قریب
 موجود تھے ————— عمران نے دیکھا —————
 ! جو لیا گہری سوتج میں غرق تھی ————— !

عمران نے نہایت صفائی سے ————— خاتون
 ربانی کی گردن پر جوڑ وکاز بردست ————— وار کیا وہ
 لہرایا اور انجن سے نیچے جا پڑا ————— عمران اچھل
 کر اس کی سیٹ پر براجمان ہو گیا ————— اس نے
 مڑ کر دیکھا ————— خاتون ربانی انجن کے پہیوں تلے
 آکر بری طرح کچلا گیا تھا —————



انجن دھیمی آواز کے ساتھ نہایت آہستہ
 رفتار سے آگے بڑھ رہا تھا سڑگ
 میں اندھیرا ہی اندھیرا نظر آ رہا تھا۔ صرف کہیں
 کہیں پر چھوٹے بلب لگے ہوئے نظر آ جاتے۔
 لیکن ان کی مدھم مدھم روشنی بھی اس طویل وعرض
 سڑگ کے لئے ناکافی تھی۔
 عمران انجن روم میں ایک کرسی پر
 نیم دراز تھا۔ جب کہ جولیا انجن روم کے دروازے
 کے ساتھ ٹپک لگائے کھڑی تھی۔ جوزف
 اور صفدر انجن کے پچھلے واسے۔ کینیڈینز
 موجود تھے۔ جولیا نے عمران کی طرف دیکھا
 اور چونکے بغیر نہ رہ سکی۔ اب عمران
 اس لباس میں نہیں تھا۔ جس میں کچھ دیر

لگنے سے وہ کرسی دو حصوں میں تقسیم ہو گئی — جس
 پر چند لمحے قبل عمران پڑا اُونکھ رُلب تھا — اس
 کے ہونٹوں پر دھیمی دھیمی مسکراہٹ —
 رینگ رہی تھی — اور جولا غصے سے پیچ و تاب
 کھانے لگی تھی — عمران نے اُگے بڑھ کر اس
 کے ہاتھ سے لوسے کا — پاشپ لے لیا اور اسے
 ایک طرف پھینکنا ہوا بولا —
 ”میں نہیں جانتا کہ میری تمہارے ساتھ —
 کوئی دشمنی ہے —؟“
 ”مجھے تم عمران کے روپ میں کوئی — وحشی
 ورنڈے معلوم ہو رہے ہو —؟“
 جولا نے — مرتے ہوئے بلبے میں کہا —
 ”یہ تمہارا وہم ہے — میں تو وہی عمران ہوں جس
 سے تم —؟“
 اور عمران نے شرما کر فقرہ ادھورا چھوڑ دیا —
 خیر — اس قصے کو چھوڑو — میں علی عمران
 ایم ایس سی، ڈی ایس سی (اگسٹ) ہوں —؟
 ”تو کیا وہ سب اکیٹنگ تھی —؟“
 جولا نے حیرانگی سے پوچھا —

”کیا میں تمہیں کوئی مسخرہ ایکٹر معلوم ہوتا ہوں؟“
 عمران نے منہ بنایا۔

”میرے روپ میں خاتونِ ربانی تمہیں بُدھو
 بنا رہا تھا اور تم بھی ایسی ہرجائی ہو کہ
 فوبہ اس کے ساتھ جھاگ نکلی۔ بہر حال

اب اس کی فاتحہ پڑھو؟“
 عمران نے کہا اور پھر اس نے جو لیا کہ اب
 تک کے تمام واقعات سے آگاہ کر دیا۔

”ادہ؟“
 جو لیا نے ایک طویل سانس خارج کی۔

”چیف کیا سوچیں گے؟“

”اس چوہے کو میں سمجھ لوں گا۔ بشرطیکہ تم

اپنے انہی جذبات کا عملی مظاہرہ کرو؟“

”عمران نے کہا اور جو لیا اسے بری طرح گھورنے لگی۔

یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ مظاہرہ ہے؟“

”عمران بوکھلا کر بولا۔

”بکواس بند کرو۔ یہ بتاؤ کہ ان لوگوں کا

کیا کرنا ہے۔ جو ہمارے ساتھ چلے آ رہے

ہیں۔۔۔؟“

جولیا نے پچھلے کینٹیزوں میں بیٹھے ہوئے —
 سیاہ لباس والوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا —
 ” انہیں بھی ان کے انجام سے — دوچار کر دیا
 جائے گا —“

عمران نے کہا —

لیکن عمران — ایک بات میری سمجھ میں نہیں
 آ سکی — آخر وہ سفید ہیلی کاپڑ جس کا تم نے ذکر
 کیا ہے — سرحد عبور کر کے پاکیشیا میں

داخل ہوتے ہیں کیسے کامیاب ہو گیا —؟
 ” سرحد اس نے عبور ہی کب کی تھی — اُسے

یقیناً کھول کر ان کینٹیزوں — کے ذریعے زیر زمین
 راستے سے پاکیشیا لایا گیا — اور پھر وہیں اسے

فٹ کر دیا گیا — یہ سرنگ پاکیشیا اور روسیہ
 کے درمیان ایک زیر زمین — خفیہ راستہ ہے جو

دشمن نے اس — لئے بنا رکھا ہے تاکہ اسے
 براہ راست سرحد عبور — نہ کرنی پڑے — کیونکہ

اس سرنگ کے اوپر — ہماری سرحد لائن موجود
 ہے — جو پاکیشیا کو کوہستان سے ملاتی ہے

اور چونکہ کوہستان پر روسیہ کا تسلط ہے —

اس لئے وہ اس کو بستانی علاقے کو اپنے _____
مفادات کے لئے استعمال کرتا ہے _____

عمران نے بتایا اور جو لیا حیرت زدہ ہو گئی _____
وہ سوچ بھی نہ سکتی تھی _____ کہ ایسے شاطر دشمن
سے واسطہ پڑ سکتا ہے _____

سنگ ختم ہو چکی تھی _____ اور اب کینیڈا ایک
پتھریلے علاقے میں دوڑتے _____ چلے جا رہے
تھے _____ اب وہ پاکستان کی حدود _____

سے نکل کر اپنے دوست نما دشمن ملک _____
روس یاہ کی حدود میں داخل ہو چکے تھے _____ تھوڑی
ہی دیر _____ وہ ایک وسیع و عریض _____ کیمپ کے

اندر داخل ہو چکے تھے _____ اس کیمپ میں
سفید رنگ کی ایک _____ عمارت بنی ہوئی تھی۔

اس عظیم الشان اور دنیا کی طویل ترین عمارت _____
کے گرد کئی کلو میٹر کے رقبے _____ پر اور بھی سینکڑوں

عمارتیں پھیلی ہوئی تھیں _____ یہ دنیا کا جدید ترین
اور سب سے بڑا ایٹمی پلانٹ تھا _____ جسے روس یاہ

والوں نے انتہائی خفیہ _____ طریقے پر تعمیر کیا تھا
بلکہ یہ کہنا کہ یہ ایسی شہر تھا بے جا نہ ہوگا _____

اس ایٹمی پلانٹ میں ایک ماہ میں ایک _____
 ایٹم بم تیار کر لیا جاتا تھا _____ اور اس ایٹم بم کی خصوصیت
 یہ تھی _____ کہ اسے طاقتور میزائل پر _____
 نصب کر کے دشمن کو تباہ کیا جاسکتا تھا _____ روسیہ
 نے ایٹم بموں کے ذریعے _____ پوری دنیا کو خس و
 خاشاک کرتے کا خوفناک _____ منصوبہ بنایا تھا
 ایٹمی شہر کے بیرونی سمت کینٹنوں _____
 کے گزرنے کے لئے _____ ایک علیحدہ گیٹ
 بنایا گیا تھا _____ پٹری شہر کے اندر ایک پلیٹ فارم
 پر ختم ہو جاتی تھی _____ شہر سے چند فاصلے پر
 پہلے ہی سرخ سنگل دے کر _____ ریل گاڑی سنا
 ان کینٹنوں کو رکھنے کی ہدایت _____ کہہ دی گئی
 تھی _____

عمران نے بریک ہینڈل کھینچا _____ اور انجن
 کی رفتار سست پڑنے لگی _____ ایکہیمپ
 کے گیٹ سے چند گز کے فاصلے پر _____ آکر انجن
 رک گیا _____ چند سیکوریٹی گارڈ _____
 رائفلیں تان کر _____ انجن روم کی طرف _____
 بڑھنے لگے _____ قریب پہنچ کر انہوں نے عمران

کا جائزہ لیا اور رائفلیں اس کی طرف سیدھی کر لیں ۔

” کون ہو تم ————— ؟“
ایک سیکوری ٹگارڈ نے روسیائی ————— زبان
میں گرجہ کر کہا ————— ۔
” خدائی فوجدار ————— ؟“

عمران نے کہا اوزدوسرے ہی لمحے عمران —————
نے ایک پلاسٹک کی گولی ان کے ————— درمیان
اچھال دی ————— ہر طرف گہرا دھواں پھیل گیا ۔
سیکوری ٹگارڈ دھڑام سے ————— زمین پر گرے
اور بے ہوش ہو گئے ————— ۔

کیمپ میں ہل چل سہی مچ گئی ————— سیکوری ٹ
گارڈز کے کئی دستے ٹینٹروں کی طرف ————— بھاگنے
لگے ————— عمران نے ایک تھیلہ کھولا —————
اور ایک اسٹین گن تھیلے سے نکالی ————— ایک
شعاعی رائفل اس نے ————— جو لیا کے حوالے
کر دی ————— صفدر اور جوزف بھی —————
عمران کے پاس آ گئے تھے ————— عمران نے ان
دونوں کو بھی آتشیں اسلحے ————— سے ایس کر دیا
تھا ————— پھر ان کا اسلحہ آگ لگنے —————

لگا تھا _____ سامنے آنے والے سیکورٹی گارڈ
 گھاس سنے تنکوں کی طرح بھک _____ سے اڑتے
 چلے گئے _____ عمران: جوزف، صفدر اور جولیا
 انسانی لاشوں کے ڈھیر _____ لگاتے ہوئے مختلف
 سڑکوں پر آگے بڑھتے _____ چلے گئے یہی نہیں بلکہ
 عمران نے جوزف _____ کی ڈیوٹی لگادی تھی کہ ہر
 نظر ڈالنی گاڑی اور عمارت _____ پر ہینڈ گرنیڈ پھینکتا
 چلا جائے _____ چنانچہ جوزف متیشینی انداز میں
 یہ عمل سرانجام دے رہا تھا _____
 اس عظیم الشان ایمنی شہر میں گویا آتش _____
 فشاں پھٹ پڑا تھا _____ یہ ایسی ہی قیامت تھی
 جیسی روسیہ نے مسلم آباد پر توڑی تھی _____ کچھ
 ہی دیر بعد فضا میں کئی _____ جنگی ہوائی جہاز پرواز
 کرنے لگے _____ اور ہر طرف سے سینکڑوں مشین
 فوجی امڈتے چلے آئے _____ لیکن کسی کو کچھ بھی
 کرنے کا موقع نہ مل سکا تھا _____ عمران اور اس
 کے تینوں ساتھی _____ خونخوار ہونان برپا کرتے
 ہوئے اس ایمنی شہر کی _____ مرکزی عمارت میں
 گھسے چلے گئے _____

عمران نے اس ایٹمی شہر کے بارے میں تمام ———
 تفصیل پہلے ہی جان لی تھی ——— جب اسے خاتان
 ربانی پر شک ہوا تھا ——— چنانچہ اسے عمارت
 کے اندر داخل ہونے کے بعد ——— اس ایٹمی
 شہر کے چیئر مین شلماک ——— تک پہنچے یہ دیر
 نہ لگی تھی ——— سخت حفاظتی انتظامات کو انہوں
 نے یوں تہس نہس کر کے رکھ دیا تھا ——— کہ جیسے
 وہ کوئی اہمیت ہی نہ رکھتے ہوں ——— حقیقی معنوں
 میں وہ چاروں اس وقت ——— آتشیں چٹانیں
 بنی ہوئی تھیں ———

ایٹمی شہر کا چیئر مین شلماک جو سٹی نادر کہلاتا تھا —
 اپنے انتہائی طویل و عریض ——— اور عالی شان دفتر
 میں ٹی وی سکرینوں کے ——— سامنے بیٹھا اپنے
 ایٹمی شہر کی تباہی و بربادی کے ——— مناظر دیکھ
 رہا تھا ——— اور چیخ چیخ کر ڈرامائیٹک
 پر اپنے اہم آدمیوں کو ——— ہدایت دے
 رہا تھا ——— لیکن اس کی تمام ہدایات ———
 دھری کی دھری رو گئیں ——— وہ چاروں موت بن
 کر اس کے سر پر پہنچ چکے تھے ——— سٹی نادر

شلاک کا رنگ پھیکا پڑ گیا ۔

”تنت — تم —“

”ہم صرف چارہ ہیں — اور تمہارے اسی ایٹھی

شہر کے چار سو سے زائد — انسان تنکوں

کی طرح جل کر راکھ ہو چکے ہیں —“

عمران نے سانپ کی طرح — پھنکار تے ہوئے

کہا ۔

”جلدی بھوک — ڈاکٹر تشکیل خان کہاں ہے“

عمران کی بات سن کر — سٹی فادر شلاک

نے پس و پیش سے کام لیا — وہ ایک ادھیڑ

عمر مگر دنیا کا انتہائی — شاطر ترین مجرم تھا اور صرف

سپر پاور کے لئے کام کرتا تھا — یہ منصوبہ جو اس

نے بنایا تھا — اس میں روسیاء، الیکریمیا

اور اسرائیل کی امداد اسے حاصل تھی — سٹی

فادر شلاک کے پس و پیش پر — عمران کی رائفل

اس کے منہ پر پڑی — اور اس کے تمام دانت

نوٹ کر حلق میں جا گئے — وہ بری طرح خون

اگلنے لگا ۔

”اب بولو — ورنہ یہی حشر کھوپڑی کے ساتھ ہوگا“

عمران کے بچے میں موت کی پہنکار شامل تھی —————
 سٹی فادر شلماک ڈاکٹر آتا ہوا ————— اپنی گھونٹنے
 والی کرسی پر سے اٹھا ————— اور انہیں بے کمر عمارت کے
 تہہ خانے میں آگیا ————— جہاں ایک طویل و طریف
 سائنس لیبارٹری ————— ڈاکٹر شکیل اور دنیا
 کے چند اور نامور سائنس دان ————— یورنیم بم کا انیہن
 تیار کرنے میں مصروف تھے ————— ان سب کو
 ڈاکٹر شکیل کی طرح اغواء کر کے لایا گیا تھا —————
 شلماک نے لیبارٹری میں داخل ہونے کے
 بعد ————— عمران پر حملہ کر دیا ————— اور یہی
 حملہ اس کی موت ثابت ہوا ————— عمران کی
 رائفل سے اس قدر گولیاں خارج ہوئیں ————— کہ سٹی
 فادر شلماک کا جسم ————— فلٹر کی عالی بن کر رہ
 گیا ————— ڈاکٹر شکیل نے آگے بڑھ کر —————
 عمران کو گلے لگا لیا ————— وہ عمران کو ابھی طرح
 جانتے تھے ————— عمران تیز بچے میں بولا —————
 وقت کم ہے ڈاکٹر صاحب ————— اس خوفناک
 ایٹمی شہر میں ابھی شیطان شلماک ————— کی
 فورس کے بہت سے فوجی ————— موجود ہیں جو

ہمیں نقصان پہنچا سکتے ہیں ————— اس لئے ہمارا جلد
 از جلد یہاں سے نکل جانا بہتر ہے —————؟
 ”تم نکر نہ کرو عمران بیٹے ————— میں پلک جھپکتے
 میں اس ایچی شہر کو بلے کے ڈھیر میں —————
 تبدیل کر سکتا ہوں ————— تم میرے ساتھ آؤ۔“
 ڈاکٹر تشکیل نے پر جوش بھیجے ہیں کہا —————
 پھر وہ دوسرے سائنس دانوں کے ہمراہ —————
 اس طویل زیر زمین لیبارٹری ————— سے نکل
 کہ ایک دوسری عمارت ————— میں جا گھسے۔ یہ
 کنٹرول روم تھا ————— خوفناک اور مہلک میزائلوں
 کو یہاں سے ناسٹر کیا جاتا تھا ————— جو ایچی شہر کے
 چاروں طرف نصب تھے ————— ڈاکٹر تشکیل
 نے مختلف آلات کی مدد سے ————— ان میزائلوں
 کا رخ ایچی شہر کی طرف ہی موڑ دیا اور پھر —————
 ان کے چلنے کے سنبھ کچھ دیر بعد کا ٹائم ٹکس کر دیا۔
 پھر وہ سب وہاں سے نکلے چلے گئے —————
 وہاں سے نکل کر وہ اس ————— طویل سڑک کے
 دہانے پر آ گئے ————— جہاں ریل گاڑی ٹرکس
 کھڑے تھے ————— وہاں پہنچتے ہی ایسے خوفناک

دھماکے ہوئے جیسے ہزاروں آتش فشاں _____
 ایک سافٹ پھٹ پڑے ہوں _____ ایسی شہر
 روٹی کے گالوں کی طرح مضامین _____ بکھر گیا تھا۔
 آگ کا ایک ایسا طوفان بلند ہوا _____ جو انہوں
 نے زندگی میں کبھی نہ دیکھا تھا _____ ان سب
 نے جوش و جذبات سے مہر پر ایک _____
 نعرہ بلند کیا _____ پھر ڈاکٹر شکیل تیزی سے بولے۔
 ”ہمیں یہاں سے فوراً _____ در نکل جانا چاہیے
 کیونکہ ایسی شہر کی تباہی _____ سے ہر طرف
 تباہ کاری اثرات پھیل گئے ہیں _____ جن سے
 موت بھی واقع _____ ہو سکتی ہے؟“
 چنانچہ عمران نے ان سب کو کینٹینز _____
 میں سوار کر دیا _____ چند لمحوں بعد انجن اسٹارٹ
 ہو کر حرکت میں آیا _____ اور سڑک میں داخل
 ہو گیا _____ سڑک میں سفر کے دوران عمران
 نے جا بجا ڈائنامیٹ _____ فرٹ کر دیئے
 جب وہ ایک طویل سفر کے بعد سڑک سے نکل کر پاکستان میں داخل
 ہو گئے تو عمران نے ایک ریویو کنٹرول کے ذریعے ڈائنامیٹ کی مدد
 سے سڑک کو تباہ کر دیا۔ وہ اپنے پیچھے تباہیوں کا ایک لامتناہی سلسلہ چھوڑا تھا

اگلے دنے

پوری دنیا کے اخبارات
میں جدید دور کے اس

انتہائی خطرناک اور جدید ترین ایٹمی شہر کے وجود اور
اس کی ہولناک ————— اور پر اسرار شباسی کے قہقہے

اس شد و مد سے شائع ہوئے کہ ————— پوری دنیا
میں ایک سنسنی پھیل گئی ————— دنیا کے کسی

بھی ملک نے اس ————— اپنی شہر کی ذمہ داری قبول
نہ کی ————— اور نہ ہی کسی نے اس کی

تبہی کی ذمہ داری قبول کی ————— یہ اپنی نوعیت
کا ایک ہی اور انتہائی ————— انوکھا واقعہ تھا -

دانش منزل کے ساؤنڈ پروف میننگ بلال
میں سیکرٹ سروس ————— کے تمام مجبران جمع

تھے ————— ان میں جولیاء، صفدر، تنویر، کیپٹن فیروز

نغمائی، صدیقی، چولمن اور غادر شامل تھے۔
 ایکسٹو نے عمران کو بھی آنے کی دعوت دی تھی۔
 لیکن وہ ابھی تک نہیں آیا تھا۔
 کچھ ہی دیر بعد وہ بھی ٹریک سوٹ میں ملے۔
 کرتا ہوا میٹنگ ہال میں داخل ہوا۔ اس کا
 سانس پھولا ہوا تھا۔ اور چہرے پر
 پسینے کے قطرے۔ چمک رہے تھے۔
 معلوم ہوتا تھا۔ بہت دور سے دوڑتا۔
 چلا آرہا ہے۔ سب نے اسے دیکھ کر قہقہہ
 لگایا تھا۔ عمران انہیں گھوڑنا ہوا جویا
 کے ساتھ والی کرسی پر آ بیٹھا۔
 ”یہ میٹنگ ہال کوئی پبلک پارک نہیں ہے
 جو منہ اٹھاٹے جو کنگ کرتے چلے آ رہے ہو؟“
 جویا نے برا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔
 ”اے ہاں ہاں؟“
 عمران چونکا۔ پھر چپکنا ہوا بولا۔
 ”آج تو بڑی شاندار نظر آرہی بدجولی
 کیا خاص بات ہے؟“

” شٹ اپ ———؟

جولیا دلمڑی اور عمران بھیگی بلی بن کر ——— دوسری
طرف دیکھنے لگا ——— اسی لمحے ہال کا ———
مائیک جاگ اٹھا تھا ۔

” لیجئے ——— بڑے میاں بھی چلے آئے ہیں ———
تقریر کرنے ———؟

عمران نے منہ پھلایا ———۔
” تمہاری اس بات کا کیا مطلب ہے عمران ———؟
مائیک پر ایکسٹو کی ——— غصیلی آواز سنائی
دی ——— اور عمران اچھل پڑا ——— پھر جھینپتا
ہوا بولا ———۔

” جناب ——— میں تو اس بڑے میاں ———
کی بات کر رہا ہوں ——— جو آج رات کو بوڑھے
بوگد کے نیچے شادی کے ——— فوانڈ پر ایک ٹیبل
تقریر کرنے والا ہے۔“
” خاموش رہو ———؟

ایکسٹو نے ڈانٹا ——— اور عمران نے یوں
ہونٹوں پر انگلی رکھی ——— جیسے اب ساری عمر زبان
نہیں بلائے گا ——— ایکسٹو تمام ممبران کو مخاطب

کر کے بولا ۔

اس کیس کے بارے میں آپ _____ سب کو
 کچھ نہ کچھ معلوم ہے _____ یہ سیکرٹ سروس کے
 لئے بہت اُنوکھا کیس _____ ثابت ہوا ہے ۔
 شنگو لیہ ایبھی پلانٹ سے _____ ڈاکٹر ٹیکیل کو
 ان کے اس سٹنٹ خاتان ربانی نے اغواء _____
 کر کے روسیہ پہنچا دیا _____ جہاں ایبھی شہر تعمیر
 کیا گیا تھا _____ جس کی مثال نہیں ملتی _____
 ڈاکٹر ٹیکیل اور _____ ان جیسے کئی سائنس دانوں
 سے اس ایبھی شہر میں کام _____ لیا جاتا تھا
 ڈاکٹر ٹیکیل کی گمشدگی کی وجہ _____ جاننے کے
 لئے میں نے عمران کو _____ ایبھی پلانٹ
 میں بھیجا _____ تو غدار خاتان ربانی نے اسے بھی
 بے بس کر دیا _____ پھر اس نے اپنے چیف شلہاک
 عرف سٹی نادر کے _____ حکم پر عمران کے باڑی گارڈ
 جوزف کو اغواء کر دیا _____ اس دوران میں
 عمران مسلسل خاتان ربانی _____ کو تابو کرنے کی
 نگرانی میں رہا _____ اس سلسلے میں بیگم ٹیکیل نے بھی
 عمران کی مدد کی _____ جسے خاتان ربانی نے قید کر دیا تھا۔

خاتان ربانی نے جو لیا وغیرہ کو بھی قابو کر لیا ————— اس
 نے میک اپ کے ذریعے ————— عمران کا روپ دھار
 لیا تھا اور وہ جو لیا اور جوزف ————— کو اپنے ساتھ
 ایٹمی شہر لے جانا چاہتا تھا لیکن عمران نے —————
 اپنی پھرتی سے صرف اسے ختم ————— کر دیا بلکہ اس
 عجیب و غریب ————— ایٹمی شہر کو بھی تباہ کر دیا اس
 میں مفدر، جوزف اور جو لیا نے بھی ————— اس کا
 سامنا دیا ————— خاتان ربانی اور ایٹمی شہر کی تباہی
 کے بعد ڈاکٹر شکیل اور دیگر ————— تمام سائنس دانوں
 کو دلوں سے آزاد کر دیا گیا —————
 اب میں آپ کو ————— بتانا ہوں کہ یہ منصوبہ
 کسی نے اور کیوں تیار کیا ————— دنیا کی اس
 سب سے بڑی ————— سازش میں روسیہ
 اکیمریمیا ————— اور اسرائیل کا ہاتھ ہے۔ ان
 تینوں طاقتوں نے ————— مل کر دنیا کے شاطر ترین
 مجرم شہلاک کی خدمات ————— حاصل کر لیں
 اور اس کی نگرانی میں ————— کوستان کے
 ایک ایسے علاقے میں ————— ایٹمی شہر کی تعمیر
 شروع ہو گئی جس پر کوئی ————— ملک بھی

قبضہ کا دعویٰ دار نہیں۔۔۔۔۔ اس علاقے کو نیوٹرل
 فرموں کا درجہ دیا گیا ہے۔۔۔۔۔ شلماک کے
 یہ عظیم الشان۔۔۔۔۔ ایٹمی شہر دو سال کے عرصہ
 میں مکمل کر دئے۔۔۔۔۔ اور پھر دنیا کے بڑے
 بڑے ایسے سائنسدانوں۔۔۔۔۔ کو اغواء کر کے
 ایٹمی شہر میں پہنچا دیا گیا۔۔۔۔۔ جو اپنے ملک
 کے ایٹمی پلانٹ میں کام کرتے تھے۔۔۔۔۔
 ”شلماک جو کہ سٹی فادر کہلاتا تھا۔۔۔۔۔
 پوری دنیا کو صغہ ہستی۔۔۔۔۔ سے متاثرہ محض
 ان تینوں طاقتوں۔۔۔۔۔ کی اجارہ داری قائم کرنا
 چاہتا تھا۔۔۔۔۔ جن کے اشاروں پر۔۔۔۔۔
 نائجریا تھا۔۔۔۔۔ لیکن عمران نے اسے ایک
 مکھی کی طرح سل کر رکھ دیا۔۔۔۔۔ یہ کیس
 صرف اور صرف۔۔۔۔۔ عمران کا کیس ہے۔ اور
 اس کے صلے میں عمران کو بونس کی۔۔۔۔۔
 شکل میں ایک۔۔۔۔۔ خطیر رقم عطا کی
 جائے گی۔۔۔۔۔“
 اتنا کہہ کر امیٹو خاموش ہو گیا۔۔۔۔۔
 اور ساتھ ہی مائیک بھی۔۔۔۔۔ لیکن میران

عمران پر پل پڑے تھے اور مختلف سوال _____
 کر کے اس کا ناطقہ بند کر دیا _____ عمران چند لمحے
 تک انہیں برداشت کرتا رہا _____ پھر چیخ کر بولا۔
 خاموش رہو _____ میرا رماغ مت چالو۔
 ورنہ میں تم کو شہد کی طرح _____ چاٹ کر
 رکھ دوں گا _____ عمران کی اس سنجیدگی پر تمام
 ممبران کو سانپ سونگھ گیا _____ عمران جوتیا
 سے مخاطب ہو کر بولا۔

”آؤ جولی _____ چلیں۔“

”کہاں _____؟“

جولیا حیرت سے بولی۔

”بچوں کے کپڑے اور کھلونے خریدنے _____؟“

عمران نے سپاٹ ہیچے میں کہا _____ اور جولیا

سینڈل اتارنے لگی _____ پھر عمران دلاں

سے یوں بھاگا تھا _____ جیسے اس کے پیچھے

شکاری کتے لگے ہوں۔“

— — — — —

ختم شد

علی عمران اور سیکرٹ سروس کا نیا ہنگامہ

مائیکرو فلم پلان

مصنف: صفدر شاہین

☆ مائیکرو فلم پلان کیا تھا.....؟

☆ مائیکرو فلم کی تلاش میں دنیا کی دہشت گرد تنظیمیں سرگرداں تھیں۔

☆ وہ لمحہ جب عمران اپنی کار ڈرائیو کر رہا تھا کہ عمران کی کار ایک دھماکے سے اڑا دی گئی.....

☆ میکالو کون تھا؟ جس کے جیل سے فرار پر سر سلطان بھی بوکھلا گئے۔

☆ عمران اور بلیک مین میں خوفناک ٹکراؤ۔ عمران اور اس کے ساتھی نیتے تھے اور پھر لمرہ شین گمن کی ریٹ ریٹ کی آواز سے گونج اٹھا۔

☆ عمران اور اس کے ساتھیوں کا کیا حشر ہوا.....؟

☆ کیا عمران مائیکرو فلم پلان کو بچا سکا.....؟

ہر قدم پر اعصاب شکن سسپنس اور لرزہ خیز..... ہنگاموں اور قہقروں سے بھرپور ناول شائع ہو گیا ہے۔

عمران سیریز میں انتہائی ہنگامہ خیز مکمل ناول

سکائی فال

مصنفہ: صفدر شاہین

☆ سکائی فال ایک ایسی دہشت گرد تنظیم جو اپنے نام کی طرح اپنے مخالفوں کے لئے واقعی گرتا آسمان تھی۔

☆ سکائی فال جو طوفان کی طرح ہر طرف سرگرداں تھی۔

☆ تنظیم آزادی فلسطین کے کمانڈر ابو فیضان کو اسرائیل کی تنظیم جی

فور ٹائن نے اغوا کر کے ایک جزیرے میں قید کر دیا۔

☆ تنویر ایکسو کے حکم سے ابو فیضان کی بازیابی کے لئے اکیمریسا روانہ ہو گیا۔

☆ راجر جس کی تلاش میں اسرائیل اور رہوشیا کی بین الاقوامی تنظیمیں سرگرداں تھیں۔

☆ وہ لمحہ جب عمران اور اس کے ساتھی غار میں بند تھے۔ اور باہر نکلنے کا راستہ مسدود اور موت ان کی طرف بڑھ رہی تھی۔

☆ سکائی فال کا مشن کیا تھا۔

انتہائی دلچسپ اور سپنس سے بھرپور ناول شائع ہو گیا ہے۔

صفدر شاہیت

کھبائند پبلشرز بیمنٹ الکریم مارکیٹ لاہور
اردو بازار